سوموار 04 اکتوبر 2021ء | 26 صفر 1443 ہجری قمری | 04 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:235

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لَنْ تَهْلِكَ أُمَّةٌ أَنَا فِيْ أَوَّلِهَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ آخِرِهَا

(کنزالعمال، حرف القاف۔کتاب القیامة باب خروج المھدی حدیث:38671)

ترجمہ: وہ امت ہرگز برباد نہ ہو گی جس کی ابتداء میں، مَیں ہوں اور اس کے آخر پر عیسیٰ بن مریم ہوں گے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

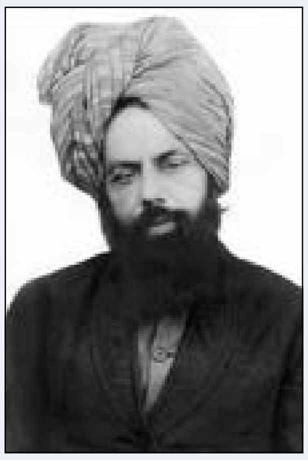

احمدیت کی ترقی کی عظیم الشان پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

......یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے ...اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی... اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ66-67)

ارشاد باری تعالیٰ

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿40﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ﴿41﴾

(الواقعہ: 40-41)

ترجمہ: پہلوں میں سے ایک بڑی جماعت ہے۔ اور پچھلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی یافتہ ممالک میں بلکہ بعض ایسے ممالک بھی جہاں جماعتیں بڑی ہیں جو جلسے منعقد ہوتے ہیں ان میں شامل ہونے والوں کی اپنی سواریوں اور کاروں کی تعداد ہی اتنی ہوتی ہے کہ انتظامیہ کو کار پارکنگ کے لئے جو انتظام کرنا پڑتا ہے وہ بھی ایک محنت طلب کام ہے اور خاص طور پر کرنا پڑتا ہے۔ آپ میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جن کے آباؤ اجداد جلسے میں اپنے پر تنگی وارد کر کے اور تکلیف اٹھا کر جاتے ہوں گے۔ بعض حسرت اور خواہش رکھنے کے باوجود کہ ہر سال جلسے میں شامل ہوں لیکن ان کے لئے ممکن نہ ہوسکتا ہوگا۔ لیکن کبھی آپ میں سے کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ اتنی آسانیاں میسر آنے کے بعد، کشائش پیدا ہونے کے بعد جو آپ کو سفر کی سہولتیں اور توفیق ملتی ہے کیا یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنانے اور ایمان میں بڑھانے کا باعث بنی ہیں؟ کیا جو ایمان ہمارے بڑوں کا تھا اور جو تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا تھا اس معیار پر ہم بھی پہنچے ہیں۔ بعض اس زمانے کے بزرگوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پانے کے باوجود، آپ کو ماننے کے باوجود، خواہش کے باوجود جیسا کہ میں نے کہا ہے مالی روکوں کی وجہ سے سفر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن آج جن ممالک کے جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک غلام اور خلیفہ شامل ہوتا ہے اس میں شمولیت کے لئے لوگ دوسرے ممالک سے خرچ کر کے بھی پہنچ جاتے ہیں۔ میرے سامنے بھی کئی بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جاننے کے لئے ایسے لوگ بھی دوسرے ممالک سے شامل ہونے کے لئے آ جاتے ہیں جو ابھی آپ پر ایمان نہیں لائے۔ پس یہ بات جہاں اس لحاظ سے خوش کُن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حالات بدل دیئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے وہاں ان بزرگوں کی اولادوں کے لئے اپنے جائزے لینے کی طرف متوجہ ہونے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہم اپنے تعلق باللہ، اپنے ایمان اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کی پابندی کرنے کے لحاظ سے کس مقام تک پہنچے ہیں۔ اگر ہمارے خاندانوں میں ہمارے بزرگوں کے نیکی کے معیاروں کے مقابلے میں تیزی سے تنزّل ہو رہا ہے تو ہماری حالت قابل فکر ہے۔ ہماری کشائش بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- بدظنی سے بچو (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

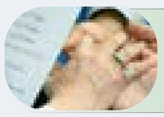

دربارِ خلافت

ایک پاک وجود کا ٹکڑا غیروں کو دینا اچھا نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ آرائیں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جبکہ میں بھی ایک مجلس میں اُن کے ساتھ بیٹھا تھا اور یہ بات آج سے (جب انہوں نے یہ لکھوایا ہے، تحریر دی ہے) قریباً ساٹھ سال قبل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ عنوانات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔ جب بھی وہ ظاہر ہو تو فوراً اُن کو قبول کر لینا۔ کیونکہ انکار کا نتیجہ دنیا میں تباہی و بربادی ہوتی ہے۔ اور آخرت میں بھی اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ تمام حاضرین کو بار بار یہ نصیحت کی اور یہ بھی کہا کہ اگر مجھے وہ وقت ملا تو میں سب سے پہلے اُن پر ایمان لاؤں گا۔ مگر خدا کی مصلحت کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ اُس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا اور میرے بھانجے رحمت علی نے بیعت کی تو میں نے اُس کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ وہ تو سیّدوں کے گھرانوں میں سے ہوگا۔ جو نشانیاں عام زبان زدِ خلائق تھیں، بتائیں اور کہا کہ تُو تو مرزے کی بیعت کر آیا ہے۔ اس پر اُس نے مجھے کہا کہ اگر اس وقت آپ نے بیعت نہ کی تو بعد میں پچھتاؤ گے۔ ایک دفعہ جا کر اُنہیں دیکھو تو۔ اُن کے بار بار کہنے پر میں قادیان اس خیال سے گیا کہ ہو سکتا ہے یہ سچے ہوں اور میں رہ جاؤں۔ بلکہ میں خود حضرت مسیح موعود سے دریافت کروں گا۔ اگر تسلی ہوگئی تو بیعت کر لوں گا۔ ازاں بعد میں حضرت صاحب کے پاس گیا تو محمد حسن اوجلہ والے نے میرا حضرت صاحب سے تعارف کروایا۔ اس وقت میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور مسجد مبارک میں مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ اُس وقت مسجد اس قدر چھوٹی تھی کہ اُس کی ایک صف میں صرف چھ آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھ گیا اور آپ کے پاؤں دبانے لگا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ میں نے امام مہدی کے متعلق علماء سے سنا ہوا ہے کہ وہ قرعہ شہر یمن میں (یہ آگے مکّہ لکھا ہوا ہے۔ شاید روایت میں غلط لکھا ہوا ہے) مکّہ کے منارے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور امام مہدی جو سیّدوں کے گھر پیدا ہوں گے نیچے اُن کو ملیں گے۔ اور آپ تو مغلوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ یہ کس طرح آپ امام مہدی ہو سکتے ہیں۔ آپ سمجھا دیں تو بیعت کر لوں گا۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری پشت پر ہاتھ رکھا اور مفتی صاحب و مولوی محمد حسن صاحب کو کہا کہ ان کو سمجھائیں۔ مولوی صاحب مجھے لے کر چھاپے خانے (پریس میں) چلے گئے۔ (وہاں جا کے باتیں ہوئیں اور مجھے ساری باتیں سمجھ آ گئیں) تو مَیں نے سمجھ آنے پر مولوی صاحب کو کہا کہ فوراً میری بیعت کروا دیں۔ وہ ظہر کا وقت تھا تو حضرت نے کہا کہ اور سمجھ لو۔ پھر حضور نے میری اور ایک اور شخص کی جو سکھ تھے اور دھرم کوٹ کے رہنے والے تھے، بیعت لی اور اُسی وقت مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ سے دریافت کیا کہ میری لڑکی جوان ہے اور اس کی منگنی اپنی ہمشیرہ کے لڑکے سے کی ہوئی ہے۔ (یہاں ایک اور بھی مسئلہ کا حل انہوں نے بتایا ہے جس کے بارہ میں عموماً سوال اٹھتے ہیں کہ ہمشیرہ کے لڑکے سے اُس کی منگنی پہلے ہی کی ہوئی ہے اور وہ غیر احمدی ہے تو اس کے متعلق کیا کروں؟) تو حضور نے فرمایا کہ ایک پاک وجود کا ٹکڑا غیروں کو دینا اچھا نہیں۔ کیونکہ وہ میرے مخالف ہیں اور جو نسل بھی اس سے پیدا ہوگی وہ میری مخالف ہوگی۔ اس پر میں نے کہا کہ حضور منگنی کو ہوئے تو قریباً اٹھارہ سال ہو گئے تو یہ کس طرح ہوگا؟ اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ اُسی وقت حضور نے حکم دیا کہ اب تمہاری نماز بھی غیروں کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد میں اپنے گھر آیا اور دوسرے دن اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر اپنے سسرال راچک گیا اور نماز علیحدہ پڑھنی شروع کی تو لوگوں نے کہا کہ یہ کیا مرزائی ہو گیا ہے؟ تو اس پر میں نے اُنہیں بتایا کہ مَیں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس پر میرے سسر نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ کچھ عالم لاہور سے یہاں آئے ہیں۔ وہ مجھے کہتے ہیں کہ تیری لڑکی کا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ اس پر سسر نے اُس عالم کو کہا کہ میری لڑکی کا نکاح کیوں فسخ ہوا، تیری لڑکی کا ہو جائے۔ یہ لڑکا تو نیک ہے۔ کئی فرقے مسلمانوں میں ہیں اور سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے کہ کہیں لوگ زیادتی نہ کریں اور میرے سالوں نے یعنی بیوی کے بھائیوں نے میری سخت مخالفت کی۔ مَیں نے یہ سمجھ کر کہ کہیں لڑائی نہ ہو جائے، اپنی بیوی کو بتایا کہ مجھے نہ ڈھونڈیں مَیں اپنے گاؤں جا رہا ہوں۔ جب میرے سسر صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے ایک آدمی بھیج کر مجھے واپس بلا لیا۔ میری بیوی نے کہا کہ تو کیوں چلا گیا؟ تو مَیں نے کہا کہ معلوم نہیں کہ تیرا کیا ارادہ ہے اور فتنہ کے ڈر سے چلا گیا تھا۔ اُس وقت میری بیوی نے اپنے بھائیوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ اگر احمدیت کا جھگڑا ہے تو مَیں پہلے احمدی اور وہ یعنی خاوند جو ہے بعد میں احمدی ہے۔ جو تم میری امداد کرتے ہو مجھے اس پر

بقیہ صفحہ 12 پر

بدظنی سے بچو

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت
گمانِ بد شیاطیں کا ہے پیشہ
نہ اہلِ عفت و دیں کا ہے پیشہ
تمہارے دل میں شیطاں دے ہے بچے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچے
وہی کرتا ہے ظنِّ بد بِلا رَیب
کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب
وہ فاسِق ہے کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اِک پیشہ بنایا
مگر عاشق کو ہرگز بد نہ کہیو!
وہاں بدظنیوں سے بچ کے رہیو
اگر عشاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامَن
مگر مشکِل یہی ہے درمیاں میں
کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں
تمیں یہ بھی سناؤں اس بیاں میں
کہ عاشق کس کو کہتے ہیں جہاں میں
وہ عاشق ہے کہ جس کو حسبِ تقدیر
مَحبت کی کماں سے آ لگا تِیر
نہ شَہوَت ہے نہ ہے کچھ نَفس کا جوش
ہوا اُلفت کے پیمانوں سے مدہوش
لگی سینہ میں اُس کے آگ غم کی
نہیں اس کو خبر کچھ پیچ و خم کی

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 01؍ اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست اور دُور اندیش حکمت عملی اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی اسلامی فتوحات کا تذکرہ

☆... جنگی کشمکش میں ھَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ پر عمل کرنا مسلمانوں کی دانش مندی اور اخلاقی برتری کی دلیل ہے

☆... حضرت عمرؓ کے حکم پر اسکندریہ لائبریری کو چھ ماہ تک جلتی آگ میں جلانے کے اعتراض پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا تفصیلی جواب

☆... ہر احمدی کو سمجھنا چاہیے کہ جب ترقیات مل جائیں، مصائب ختم ہو جائیں تب خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم اکتوبر 1202ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت حارث رفیق ڈوگر صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یورپ، اسپین اور سِسلی میں تبلیغ کے ضمن ایک تقریر کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کے زمانے کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے شام کی لڑائی میں سپاہیوں کی کمی اور دشمن کی تعداد زیادہ ہونے پر حضرت عمرؓ کو مزید فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ حضرت عمرؓ نے مختلف قبائل سے مشورہ کے بعد ایک قبیلہ سے نوجوان جمع کر کے حضرت ابو عُبیدہؓ کو لکھا کہ تین ہزار سپاہی اور تین ہزار کے برابر عمرو بن معدی کرب کو تمہاری مدد کے لیے بھیج رہا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک نوجوان کو اگر تین ہزار آدمی کے مقابلہ میں بھیجا جائے تو وہ کہے گا کہ یہ خلافِ عقل بات ہے لیکن اُن لوگوں نے اپنے ایمان کی مضبوطی اور خلیفہ ٔ وقت کی بات کو اہمیت دینے کی وجہ سے اکیلے عمرو بن معدی کرب پر اعتراض کے بجائے بڑی شان و شوکت سے نعرے لگا کر اُس کا استقبال کیا جس کی وجہ سے دشمن سمجھا کہ شاید لاکھ دو لاکھ فوج مسلمانوں کی مدد کو آ گئی ہے اور ڈر کے مارے میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ سرِدست ہمیں بھی اسی طرح اپنے دل کو اطمینان دینا ہو گا۔

فتوحاتِ مصر میں جنگ فرما قابلِ ذکر ہے۔ فرما بحیرہ ٔروم اور پلوزی کے دہانے کے قریب دریائے نیل کے ساتھ ایک پہاڑی پر آباد مصر کا ایک مشہور شہر ہے۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے مصر پہنچنے سے پہلے اپنے خط کے ملنے پر واپسی کا شرطیہ حکم دے کر حضرت عمرو بن عاصؓ کو چار ہزار کا لشکر دے کر مصر روانہ کیا۔ اس بارہ میں مختلف روایات ملتی ہیں لیکن درست یہی معلوم ہوتی ہے کہ مصر کی حدود کے اندر عریش میں اُنہیں خط ملا تھا اور مصر میں داخل ہونے کے بعد پھر اُنہیں آگے ہی بڑھنا تھا کیونکہ مومن کا اُٹھتا قدم پیچھے نہیں ہٹتا۔ رومیوں نے اسلامی لشکر کی معمولی اور اپنی زیادہ تعداد و تیاری دیکھ کر مسلمانوں کا حوصلہ جلد ہی پست ہونے کے خیال سے اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے کئی مہینے کے محاصرے کے بعد قلعہ سے باہر نکلی رومی افواج کی ایک جماعت سے لڑائی کے بعد اُن کو مغلوب کر کے فتحِ مبین کا راستہ صاف کر دیا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے شام کے راستے پر فسطاط سے تیس میل دُور ایک شہر کی فتح کے لیے رُخ کیا تو رومی فوج نے لڑائی کی غرض سے آپؓ کا راستہ روک لیا۔ لڑائی کے بجائے آپؓ نے اسلام لانے اور جزیہ دینے کی تجویز پیش کرتے ہوئے اہلِ مصر سے صلہ رحمی اور احسان کا سلوک کرنے کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا بھی ذکر کیا۔ آپؓ کی طرف سے چار دن کی مہلت کے باوجود مصر کے حاکم ارطبون نے بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ راتوں رات مسلمانوں پر حملہ کر کے اچھی خاصی تعداد شہید کر دی جبکہ وہ اپنے ایک ہزار سپاہی قتل اور تین ہزار گرفتار ہونے پر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ بلبیس میں ایک مہینہ تک لڑائی جاری رہنے کے بعد آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

جنگی کشمکش کے دوران قبطیوں کے سردار مقوقس کی چہیتی بیٹی ارمانوسہ گرفتار ہوئی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے آیت ھَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ (کیا احسان کی جزا احسان کے سِوا بھی ہوسکتی ہے؟) کے حوالے سے مقوقس کی جانب سے نبی ﷺ کے پاس ہدیہ بھیجنے کی وجہ سے مقوقس کی بیٹی کو اُس کے تمام جواہرات اور خدمت گزاروں کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے واپس بھیج دیا۔ تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کے فیصلے کو درست قرار دیا۔ یہ واقعہ مسلمانوں کی دانش مندی اور اخلاقی برتری کی دلیل ہے۔

دریائے نیل پر خلیج تراجان کے منبع کے پاس واقع اُمّ دنین، پھر فیوم کے پورے صوبے پر اور عین الشّمس میں مسلمانوں نے رومیوں پر فتح حاصل کی۔ صوبہ منوفیہ کے دو شہروں اثریب اور منوف پر فتح پائی۔ اسکندریہ کے بعد سب سے زیادہ مضبوط قلعہ بابلیون یا فسطاط کے سات ماہ کے محاصرے کے بعد اندر جا کر لڑتے لڑتے قلعہ فتح کیا۔ حضرت عمرؓ نے فتح کا حال سن کر سجدہ شکر ادا کیا۔

اسکندریہ کی فتح کے ضمن میں مخالفین بالخصوص عیسائی مصنفین کی طرف سے حضرت عمرؓ کے حکم پر دار کتب اسکندریہ یعنی لائبریری کو چھ ماہ تک جلتی آگ میں جلانے کے اعتراض کے ساتھ یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مسلمان نعوذ باللہ علم و عقل کے مخالف تھے۔ حالانکہ جس قوم کو اُس کے راہنما یعنی رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔ ایسے لوگوں پر کتب خانے کو جلانے کا الزام لگانا عقل اور درایت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ بہت سے عیسائی اور یورپین محققین نے بھی ثابت کیا ہے کہ اسکندریہ کے کتب خانے کے جلائے جانے کا واقعہ سراسر بناوٹی اور جعلی قصہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اپنی کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں اس اعتراض کے ذکر پر فرماتے ہیں کہ اگر اسلام کی عادات میں یہ ہوتا تو اوّل خلیفہ عمرؓ اپنے عہد میں اسلام کے پہلے مخاطب پاک کتابوں والے مذاہب یہود اور عیسائیوں کی کتب کو جلاتے۔ پھر مجوس پر تسلّط پانے کے بعد اُن کی کتابیں جلانے کا تاریخ میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ دوم اگر مذہبی کتابوں کا جلانا اسلام کا کام ہوتا تو یونانی فلسفہ، طب اور علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔ سوئم اگر کتابوں کا جلانا اسلامی لوگ اختیار کرتے تو مکذبِ براہین احمدیہ کی ہندوستان میں کون سی کتابیں جلی ہیں۔ چہارم کہ سات سو برس سے زیادہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے عرصہ میں بھگوت، رامائن، گیتا، مہابھارت اور مشہور مذہبی کتابوں کے جلانے کی خبر کسی کان میں نہ پہنچی بلکہ ان میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔ پس انصاف سے سوچو۔

جان ولیم ڈریپر نے اپنی مشہور کتاب Conflict Between Religion and Science میں لکھا ہے کہ افسوس تو اس بات پر کرنا چاہیے کہ جب اسپین پر عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو متعصّب کارڈینل جیمینیز نے اسّی ہزار عربی قلمی کتابیں غرناطہ کے میدانوں میں آگ کے شعلوں کے حوالے کر دی تھیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت مشرق میں دریائے جیحون اور دریائے سندھ سے لے کر مغرب میں افریقہ کے صحراؤں تک اور شمال میں ایشیائے کوچک کے پہاڑوں اور آرمینیا سے لے کر جنوب میں بحرالکاہل اور نوبہ تک ایک عالمی ملک کی شکل میں دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوئی اور سب نے اسلام کے سایہ ٔعدل اور رحمت میں امن اور سکون کی زندگی گزاری۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ اگر تمہیں کوئی شخص تھپڑ مارے تو تم بھی اُسے تھپڑ مارو، وہاں اُس نے یہ بھی کہا کہ اگر تم مقابلہ کرنا مصلحت کے خلاف سمجھو تو خاموش رہو اور تھپڑ کا جواب مت دو۔ اس اَمر کی دلیل نہیں ملتی کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے افغانستان اور بخارا کے قبائل اور کُردوں کے ظلم پر اُن کو معاف کیوں نہ کر دیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ جانتے تھے کہ بعض قبائل نے مسلمانوں پر حملہ نہیں کیا بلکہ خدا نے حملہ کیا ہے تا کہ مسلمان بیدار ہوں اور ان کے اندر ایک نئی روح اور ایک نئی زندگی پیدا ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس حوالے سے ایک خطبہ میں جماعت کو نصیحت فرمائی کہ مصائب اور مشکلات ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والے ہونے چاہئیں اور یہی فتوحات کا پھر ذریعہ بنتے ہیں۔ اگر ان باتوں میں ہم صرف ڈر کے پیچھے پیچھے رہتے رہیں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کریں تو پھر ترقی نہیں ہوسکتی۔ جب ترقیات مل جائیں اور مصائب ختم ہو جائیں تب ان دنوں میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیے اور ہمیں اپنی روحانی ترقی اور روحانی بہتری کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ آج کل بھی ہر احمدی کے لیے یہی بات سمجھنے والی ہے۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10؍ ستمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

اے اسلام کے پاسبانو! میں بیعت عقبہ میں شریک ہونے والے نقباء میں سے کم عمر تھا لیکن مجھے سب سے لمبی عمر ملی…… قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے مومنوں کی جماعت لے کر جب بھی مشرکوں کی جماعت پر حملہ کیا تو انہوں نے ہمارے لیے میدان خالی کر دیا اور اللہ نے ان پر ہمیں فتح دی۔ (حضرت عُبادہ بن صامتؓ)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

دِمَشق کی فتح کے بعد پیش آمدہ واقعات، فحل، بیسان، طبریہ، حمص، مرج الروم، حماۃ، لاذقیہ، قنسرین اور قیساریہ کی فتوحات کا تفصیلی بیان

چار مرحومین مکرمہ خدیجہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی کے محمد علوی صاحب سابق مبلغ کیرالہ، مکرم ملک سلطان رشید خان صاحب آف کوٹ فتح خان سابق امیر ضلع اٹک، مکرم عبدالقیوم صاحب انڈونیشیا اور مکرم داؤدہ رزاقی یونس صاحب یینن کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت کا ذکر چل رہا تھا اور اس زمانے کی جو جنگیں تھیں ان کا ذکر تھا۔ کتبِ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں دِمَشق کا محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا اور ان کی وفات کے کچھ عرصہ کے بعد اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ بہرحال کیونکہ یہ حضرت ابوبکرؓ کے دَور کی ہے اس لیے اس جنگ کی تفصیلات جب حضرت ابوبکرؓ کا ذکر ہو گا تو وہاں پیش کی جائیں گی انشاء اللہ۔ دِمَشق کی فتح کے بعد جو واقعات ہیں وہ بیان کرتا ہوں۔

دِمَشق کی فتح ہو جانے کے بعد ابوعُبَیدہ نے خالد بن ولیدؓ کو

بِقَاع کی مہم

پر روانہ کیا۔ بِقَاع: دِمَشق، بَعْلَبَكْ اور حِمْص کے درمیان ایک وسیع علاقہ ہے جس میں بہت ساری بستیاں واقع ہیں۔ انہوں نے اسے فتح کیا اور ایک سریہ اگلی کارروائی کے لیے آگے بھیجا۔ مَیْسَنُون نامی چشمہ پر رومیوں اور سریہ والوں کی مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ پھر دونوں میں لڑائی ہوئی۔ اتفاق سے رومیوں میں سے سِنَان نام کا ایک آدمی بیروت کے عقبی حصہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے میں کامیاب ہوگیا اور مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد کو شہید کر دیا۔ بیروت جو ہے یہ سمندر کے کنارے ملک شام کا ایک مشہور شہر تھا۔ اسی لیے ان شہداء کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس چشمہ کا نام عین الشہداء پڑ گیا۔ ابوعُبَیدہ نے دِمَشق پر یزید بن ابوسفیان کو اپنا قائم مقام بنایا اور یزید نے دِحْیَہ بن خَلِیفہ کو ایک سریہ کے ساتھ تَدْمُر روانہ کیا تا کہ وہاں فتح کا راستہ ہموار کریں۔ تَدْمُر شام کے علاقے میں ایک قدیم اور مشہور شہر ہے جو حَلَب سے پانچ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ جس یزید کا ذکر ہو رہا ہے یہ حضرت ابوسفیان کے بیٹے تھے۔

اسی طرح ابو زَہرا قُشَیرِی کو بَثَنِیَّہ اور حَوْرَان بھیجا لیکن وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی۔ بَثَنِیَّہ دِمَشق کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔ حَوْرَان دِمَشق کا ایک وسیع علاقہ تھا جس میں بہت ساری بستیاں اور کاشتکاری والی زمینیں تھیں۔ شُرَحْبِیل بن حَسَنَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اردن کے دارالحکومت طَبَرِیَّہ کو چھوڑ کر بقیہ پورے ملک پر بذریعہ جنگ یعنی کہ جنگ ٹھونسی گئی تو جنگ کے ذریعہ سے قبضہ کرلیا اور طبریہ والوں نے مصالحت کر لی۔ حضرت خالدؓ بِقَاع کے علاقے سے کامیاب ہو کر لَوٹے۔ بَعْلَبَكْ والوں نے آپ سے مصالحت کر لی اور آپ نے ان کے ساتھ معاہدہ تحریر کر دیا۔

(سیدنا عمر بن خطابؓ شخصیت اور کارنامے از محمد صلابی صفحہ 730 مکتبہ الفرقان خان گڑھ)

(معجم البلدان جلد اول صفحہ 623، 557، 402)

(معجم البلدان جلد 2 صفحہ 20، 364)

بَعْلَبَكْ بھی دِمَشق سے تین دن کی مسافت (یہ تاریخ میں جو لکھا ہوا ہے) پر واقع ایک قدیم شہر ہے۔

(معجم البلدان جلد اول صفحہ 537-538)

یہاں دنوں کی مسافت سے مراد یہ ہے کہ اس زمانے میں اونٹوں یا گھوڑوں کے ذریعہ سے (سفر کا جو ذریعہ تھا اس کے ذریعہ) جو مسافت ہوتی تھی۔

فِحْل

ایک جگہ ہے۔ اس کی فتح چودہ ہجری میں ہوئی۔ حضرت ابوعُبَیدہؓ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں تحریر کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہرقل حِمْص میں مقیم ہے اور وہاں سے دِمَشق فوجیں روانہ کر رہا ہے لیکن یہ فیصلہ کرنا میرے لیے دشوار ہے کہ پہلے دِمَشق پر حملہ کروں یا فِحْل پر۔ فِحْل بھی شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواباً تحریر فرمایا: پہلے دِمَشق پر حملہ کر کے اسے فتح کرو کہ وہ شام کا قلعہ ہے اور اس کا صدر مقام ہے۔ ساتھ ہی فِحْل میں بھی سوار دستے بھیج دو جو انہیں تمہاری طرف نہ بڑھنے دیں۔ اگر دِمَشق سے پہلے فِحْل فتح ہو جائے تو بہتر ورنہ دِمَشق فتح کر لینے کے بعد تھوڑی سی فوج وہاں چھوڑ دینا اور تمام سرداروں کو اپنے ساتھ لے کر فِحْل روانہ ہو جانا اور اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فِحْل کو فتح کرا دے تو خالد اور تم حِمْص چلے جانا اور شُرَحْبِیل اور عَمرو کو اردن اور فلسطین بھیج دینا۔ حضرت عمرؓ کا جو خط تھا، جب یہ حضرت ابوعُبَیدہؓ کو ملا تو انہوں نے فوج کے دس افسروں کو جن میں سب سے نمایاں اَبُوالْاَعْوَر سُلَمِی تھے فِحْل بھیج دیا اور خود حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ دِمَشق روانہ ہو گئے۔ رومی فوجوں نے مسلمانوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنے گردوپیش کی زمین میں بُحَیْرہ طَبَرِیَّہ اور دریائے اردن کا پانی چھوڑ دیا جس سے ساری زمین دلدل بن گئی اور اسے عبور کرنا دشوار ہو گیا۔

(سیدنا عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل مترجم صفحہ 194-195 اسلامی کتب خانہ لاہور)

(الفاروق از علامہ شبلی صفحہ 114 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

(معجم البلدان جلد 4 صفحہ 268)

بہرحال ہرقل نے دِمَشق کی امداد کے لیے جو فوجیں بھیجی تھیں وہ بھی دِمَشق تک نہ پہنچ سکی تھیں۔ پانی کھولنے کی وجہ سے تمام راستے بند ہو گئے مگر مسلمان ثابت قدم رہے۔ مسلمانوں کا استقلال دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہوئے اور ابوعُبَیدہ کے پاس پیغام بھیجا کہ کوئی شخص سفیر بن کر آئے۔ ابوعُبَیدہ نے حضرت مُعَاذ بن جبلؓ کو سفارت کے لیے بھیجا۔ حضرت مُعَاذ بن جبلؓ نے ان کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کی مگر انہوں نے یعنی دشمنوں نے اسے قبول نہ کیا۔ دیگر امور کے علاوہ رومیوں نے حضرت معاذ کو یہ پیشکش کی کہ ہم تم کو بَلْقَاء کا ضلع اور اردن کا وہ حصہ جو تمہاری زمین سے متصل ہے دیتے ہیں تم یہ ملک چھوڑ کر فارس چلے جاؤ۔ پہلے خود ہی فوجیں اکٹھی کر رہے تھے جب دیکھا کہ ہارنے کا وقت آیا ہے تو یہ پیشکش کی۔ حضرت معاذؓ نے انکار

کیا اور اٹھ کے واپس چلے آئے کہ نہیں۔ رومیوں نے براہ راست ابو عُبیدہ سے گفتگو کرنی چاہی۔ چنانچہ اس غرض سے ایک خاص قاصد بھیجا۔ جس وقت وہ قاصد وہاں مسلمانوں کے کیمپ میں پہنچا تو ابو عُبیدہ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہاتھ میں تیر تھے جن کو الٹ پلٹ کر رہے تھے۔ قاصد نے خیال کیا کہ سپہ سالار بڑے جاہ وحشم رکھتا ہوگا اور یہی اس کی شناخت کا ذریعہ ہوگا لیکن وہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا سب ایک رنگ میں ڈوبے نظر آتے تھے۔ آخر گھبرا کر پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ لوگوں نے ابو عُبیدہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ حیران رہ گیا اور تعجب سے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کیا درحقیقت تم ہی سردار ہو؟ ابو عُبیدہ نے کہاہاں۔ قاصد نے کہا کہ ہم تمہاری فوج کو فی کس دو دو اشرفیاں دے دیں گے، تم یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت ابو عُبیدہؓ نے انکار کیا۔ قاصد اس پر بڑا ناراض ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔ ابو عُبیدہ نے اس کے تیور دیکھ کر فوج کو کمر بندی کا حکم دیا، تیار رہنے کا حکم دیا اور تمام حالات حضرت عمرؓ کو لکھے۔ حضرت عمرؓ نے اجازت فرمائی کہ ٹھیک ہے پیش قدمی کرو کیونکہ رومی فوجیں اکٹھی ہو رہی ہیں اور حوصلہ دلایا کہ ثابت قدم رہو۔ خدا تمہارا مددگار ہے۔ ابو عُبیدہ نے اسی دن کمر بندی کا حکم دے دیا تھا لیکن رومی مقابلے میں نہ آئے اور اگلی صبح پھر حضرت خالد بن ولیدؓ صرف سواروں کے ساتھ میدان میں گئے۔ رومی لشکر بھی تیار تھا۔ دونوں میں جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کی ثابت قدمی دیکھ کر رومی سپہ سالار نے زیادہ لڑنا بیکار سمجھا اور واپس جانا چاہا۔ حضرت خالدؓ نے پکارا۔ رومی اپنا زور لگا چکے ہیں اب ہماری باری ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے اچانک حملہ کیا اور رومیوں کو پسپا کر دیا۔ عیسائی مدد کے انتظار میں لڑائی کو ٹال رہے تھے۔ حضرت خالدؓ ان کی چال سمجھ گئے تو انہوں نے حضرت ابو عُبیدہؓ کی خدمت میں کہا کہ رومی ہم سے مرعوب ہو چکے ہیں حملے کا یہی وقت ہے۔ چنانچہ اسی وقت اعلان کیا گیا کہ اگلے روز حملہ ہوگا فوج تیار ہو جائے۔ رات کے پچھلے پہر حضرت ابو عُبیدہؓ نے لشکر کو ترتیب دیا۔ رومی لشکر کی تعداد تقریباً پچاس ہزار تھی۔ حضرت عمرؓ کی سیرت و سوانح لکھنے والے دو سیرت نگار ہیکل اور صلابی نے یہ تعداد اسّی ہزار سے ایک لاکھ تک بھی بیان کی ہے۔ بہرحال ایک گھنٹے کی شدید جنگ ہوئی۔ اس کے بعد رومی لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ نہایت بدحواسی سے بھاگے۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تمام زمین جو قبضے میں کی گئی ہے ان کے مالکوں کے پاس ہی رہے گی۔ کوئی زمین کسی سے لی نہیں جائے گی اور لوگوں کی جانیں اور مال اور زمین اور مکانات اور عبادت گاہیں سب محفوظ رہیں گی۔ صرف مساجد کے لیے جگہ لی جائے گی۔

(ماخوذ از الفاروق از علامہ شبلی صفحہ 114 تا 118 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

(سیدنا عمر بن خطابؓ شخصیت اور کارنامے از محمد صلابی صفحہ 730 مکتبہ الفرقان خان گڑھ)

(سیدنا عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل مترجم صفحہ 213 اسلامی کتب خانہ لاہور)

کوئی زمین اگر لینی ہے تو مساجد کے لیے لینی ہے۔ باقی زمینیں ان کے مالکوں کے پاس ہی رہیں گی۔ پھر

فتحِ بَیسان

کا بیان ہے۔ جب شُرَحبیل فِحل کی جنگ سے فراغت پا چکے تو وہ اپنی فوج اور عمرو کو لے کر اہل بَیسان کی طرف بڑھے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت اَبُوالْاَعْور اور ان کے ساتھ چند اَور سردار طَبَرِیّہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ بَیسان طبریہ کے جنوب میں اٹھارہ میل کے فاصلے پر واقع جگہ ہے۔ اردن کے علاقوں میں دِمشق اور اس کے بعد کی دیگر مہمات میں رومیوں کی پے در پے شکستوں کی خبر پھیل چکی تھی اور لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ شُرَحبِیل اور ان کے ساتھ عَمرو بن العاص اور حارِث بن ہشام اور سُہیل بن عمرو اپنی فوج کو لیے ہوئے بَیسان کے ارادے سے جا رہے ہیں اس لیے ہر جگہ لوگ قلعہ میں جمع ہو گئے۔ شُرَحبِیل نے بَیسان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا جو چند روز تک جاری رہا مگر بعد میں وہاں کے کچھ لوگ مقابلے کے لیے باہر نکلے۔ مسلمان ان سے لڑے اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ باقی لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی جس کو مسلمانوں نے دِمَشق کی شرائط پر منظور کر لیا۔ جو فتحِ دِمَشق کی شرائط تھیں اسی بنیاد پر وہ بھی منظور ہوئیں۔

(تاریخ طبری (مترجم) جلد دوم حصہ دوم صفحہ 216 نفیس اکیڈیمی کراچی)

(الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 114 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

پھر

فتحِ طَبَرِیّہ

ہے۔ جب اہل طَبَرِیّہ کو بَیسان کی فتح اور اس کے معاہدہ کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے ابوالاَعْور سے اس شرط پر صلح کی کہ ان کو شُرَحبِیل کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ ابوالاعور نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا۔ چنانچہ اہل طبریہ اور اہل بَیسان سے دِمَشق والی شرائط پر ہی مصالحت ہوگئی اور یہ بھی طے ہوا کہ شہروں اور اس کے قریبی دیہات کی آبادیوں کے تمام مکانات میں سے آدھے مسلمانوں کے لیے خالی کر دیے جائیں اور باقی نصف میں خود رومی رہائش اختیار کریں اور وہ فی کس سالانہ ایک دینار اور زمین کی پیداوار میں سے معین حصہ ادا کریں گے۔ اس کے بعد مسلمان قائدین اور ان کی فوجیں آبادی میں مقیم ہوگئیں اور اردن کی صلح پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اور تمام امدادی دستے اردن کے علاقے میں مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے اور فتح کی بشارت، خوشخبری حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دی گئی۔

(تاریخ طبری (مترجم) جلد دوم حصہ دوم صفحہ 216-217 نفیس اکیڈیمی کراچی)

پھر

فتحِ حِمص،

یہ چودہ ہجری میں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابو عُبیدہؓ نے حِمص کی طرف پیش قدمی کی جو شام کا ایک مشہور شہر تھا اور جنگی اور سیاسی اہمیت رکھتا تھا۔ حِمص دِمَشق اور حَلَب کے درمیان شام میں واقع ہے۔ حِمص میں ایک بڑا ہیکل تھا جس کی زیارت کے لیے دور دور سے لوگ آتے اور اس کے پجاری بننے پر فخر محسوس کرتے۔ بہرحال حِمص کے قریب رومیوں نے ہی خود بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا اور آگے بڑھے۔ چنانچہ ایک فوجِ کثیر حِمص سے نکل کر جُوسِیہ میں مسلمانوں کے مقابل ہوئی لیکن ان کو شکست ہوئی۔ حضرت ابو عُبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے حِمص پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ رومیوں کو یقین تھا کہ مسلمان کھلے میدان میں دیر تک نہیں لڑ سکیں گے۔ اس کے ساتھ ہِرَقل کی طرف سے مدد کی امید بھی تھی۔ چنانچہ اس نے جزیرے سے ایک فوج بھی روانہ کی لیکن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جو عراق کی مہم پر مامور تھے کچھ فوج اس لشکر کی طرف بھیج دی جس نے اس لشکر کو وہیں روک لیا۔

(ماخوذ از الفاروق از مولانا شبلی نعمانی صفحہ 118-119 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

(معجم البلدان جلد 2 صفحہ 347)

مؤرخین نے لکھا ہے کہ رومیوں کے پاؤں میں چڑے کے موزے ہوتے تھے پھر بھی ان کے پاؤں شل ہو جاتے جبکہ صحابہ کے پاؤں یا مسلمانوں کی جو فوج تھی ان کے پاؤں میں جوتوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا۔

(سیدنا عمر بن خطابؓ شخصیت اور کارنامے از محمد صلابی صفحہ 734 مکتبہ الفرقان خان گڑھ)

ہِرَقل اہل حِمص سے مدد کا وعدہ کر کے اور انہیں مقابلے کی ہمت دلا کر خود رُہاء چلا گیا۔ وعدہ کیا اور خود وہاں سے چلا گیا۔ حِمص والے قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے۔ وہ اسی دن مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکلتے جس دن سخت سردی ہوتی۔ رومی ہرقل کی مدد کے انتظار میں تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمان سردی سے عاجز آ کر بھاگ جائیں لیکن مسلمانوں نے ثباتِ قدم دکھایا اور ہرقل کی مدد بھی ان کو نہ پہنچی یعنی اس شہر کے لوگوں کو اور سردی کے دن بھی گزر گئے تو اہل حِمص کو یقین ہو گیا کہ اب ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے اسے قبول کر لیا اور شہر کے سارے مکان اہل شہر کے لیے چھوڑ دیے گئے اور دِمَشق کی طرح خراج اور جزیہ پر صلح کر لی گئی۔ حضرت ابو عُبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو تمام واقعات سے مطلع کیا جس کے جواب میں حضرت عمرؓ کا حکم آیا کہ تم ابھی وہیں ٹھہرو اور شام کے طاقتور قبائلِ عرب کو اپنے جھنڈے تلے جمع کرو۔ میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ برابر یہاں سے کمک بھیجتا رہوں گا۔

(ماخوذ از سیدنا عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل مترجم صفحہ 331-332 اسلامی کتب خانہ لاہور)

پھر مَرْجُ الرُّوم ایک جگہ ہے اسی سال

مَرْجُ الرُّوم کا واقعہ

پیش آیا۔ مَرْجُ الرُّوم دِمَشق کے قریب ایک مقام تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ حضرت ابو عُبیدہؓ فِحل سے حِمص جانے کے لیے حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ سب نے ذُوالکَلاع مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ ان کی اس نقل و حرکت کی اطلاع ہرقل کو ہوئی تو اس نے تُوذَرَابِطرِیق کو روانہ کیا۔ وہ مَرْجِ دِمَشق اور اس کی مغربی جانب میں قیام پذیر ہوا۔ ابو عُبیدہ نے مَرْجُ الرُّوم اور اس کے لشکر سے ابتدا کی۔ اس وقت ان کی یعنی مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ سردی کا موسم آ چکا تھا اور ان کے جسم زخموں سے بھرے ہوئے تھے۔ جب یہ

لوگ مرج الروم پہنچے تو شَنَسْ رومی بھی ادھر آ گیا اور تُوْذَرَا کے قریب ہی شاہ سواروں کے ساتھ اس نے پڑاؤ ڈال لیا۔ یہ شَنَسْ دراصل تُوْذَرَا کی مدد اور حِمص والوں کے بچاؤ کے لیے آیا تھا۔ وہ ایک کنارے پر اپنے لشکر کے ساتھ فروکش ہو گیا۔ جب رات آئی تو ان کا دوسرا سپہ سالار تُوْذَرَا وہاں سے روانہ ہو گیا اور اس کے جانے کی وجہ سے وہ جگہ خالی ہو گئی۔ تُوْذَرَا کے مدّمقابل حضرت خالد بن ولیدؓ تھے جبکہ شَنَسْ کے مقابلے میں حضرت ابوعُبَیدہؓ تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب اس بات کی خبر ملی کہ تُوْذَرَا یہاں سے دِمشق روانہ ہو چکا ہے تو حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعُبَیدہؓ نے باتفاق رائے اس بات کا فیصلہ کیا کہ تُوْذَرَا کے تعاقب میں حضرت خالدؓ روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ گھڑسواروں کا ایک دستہ لے کر اسی رات اس کے تعاقب میں چل پڑے۔ ادھر یزید بن ابوسفیان کو تُوْذَرَا کی اس حرکت کی خبر مل گئی تھی۔ چنانچہ وہ تُوْذَرَا کے مقابلے پر آ گئے اور دونوں لشکروں میں جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ ابھی دونوں کے درمیان لڑائی جاری تھی کہ پیچھے سے حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے تُوْذَرَا کی پشت سے ہلہ بول دیا۔ نتیجۃً کشتوں کے پشتے لگ گئے اور دشمن سامنے اور پیچھے دونوں طرف سے مارا گیا۔ مسلمانوں نے ان کو موت کی نیند سلا دیا۔ ان میں سے زندہ صرف وہی بچے جنہوں نے راہِ فرار اختیار کر لی۔ مسلمانوں کو اس معرکے میں جو مالِ غنیمت ہاتھ آیا اس میں سواری کے جانور، ہتھیار، لباس وغیرہ تھے۔ اس کو حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے اپنے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپاہیوں میں بانٹ دیا۔ اس کے بعد حضرت یزیدؓ دِمشق کی جانب روانہ ہو گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت ابوعُبَیدہؓ کی جانب واپس چلے گئے۔ اسلام کی تاریخ میں جو بدنام یزید ہے وہ معاویہ کے بیٹے تھے اور یہ یزید ابوسفیان کے بیٹے یزید ہیں۔ تُوْذَرَا جو رومیوں کا سردار تھا، اس کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے قتل کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب تُوْذَرَا کے تعاقب میں روانہ ہو گئے تو حضرت ابوعُبَیدہؓ نے شَنَسْ کا مقابلہ کیا۔ دونوں فوجوں میں مَرْجُ الرُّوم کے مقام پر جنگ چھڑ گئی۔ اسلامی لشکر نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور حضرت ابوعُبَیدہؓ نے شَنَسْ کا کام تمام کر دیا۔ مَرْجُ الرُّوم دشمن کی لاشوں سے بھر گیا۔ ان لاشوں کی بنا پر وہ مقام بدبودار ہو گیا تھا۔ رومیوں میں سے جو بھاگ گئے وہ تو بچ گئے۔ باقی کوئی موت کے منہ سے نہ بچ سکا۔ مسلمانوں نے بھاگنے والوں کا حِمص تک پیچھا کیا۔

(الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 321 دار الکتب العلمیہ بیروت)

(تاریخ الطبری (مترجم) جلد دوم حصہ دوم صفحہ 359-360 نفیس اکیڈیمی کراچی)

پھر حضرت ابوعُبَیدہؓ فوج لے کر

حَمَاۃ

کی طرف روانہ ہوئے۔ حَمَاۃ بھی شام کا ایک قدیم شہر ہے جو اس وقت دِمشق سے پانچ روز کی مسافت پر واقع تھا۔ اہلِ حَمَاۃ نے ان کے آگے سرِاطاعت خم کر دیا، تسلیم کر لیا۔ شَیْزَرْ والوں کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے بھی اہلِ حَمَاۃ کی مانند صلح کر لی۔ شَیْزَرْ حَمَاۃ سے نصف روز کی مسافت پر واقع ایک بستی تھی۔ پھر حضرت ابوعُبَیدہؓ نے سَلَمْیَہ کو فتح کیا۔ سَلَمْیَہ بھی حَمَاۃ سے دو دن کی مسافت پر واقع ایک بستی تھی۔

(سیدنا عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل مترجم صفحہ 333 اسلامی کتب خانہ لاہور)

(معجم البلدان جلد 2 صفحہ 345) (معجم البلدان جلد 3 صفحہ 272)

اس کے بعد پھر

لَاذِقِیَّہ کی فتح

ہوئی جو چودہ ہجری کی ہے۔ اسلامی لشکر نے حضرت ابوعُبَیدہؓ کی سرکردگی میں لَاذِقِیَّہ کا رخ کیا جو شام کا ایک شہر ہے اور ساحل سمندر پر واقع ہے اور حِمص کے نواحی علاقوں میں اس کو شمار کیا جاتا ہے۔ لَاذِقِیَّہ والوں نے جب اسلامی لشکر کو اپنی طرف آتے دیکھا تو قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے اور شہر کے دروازے بند کر کے مقابلے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ انہیں اطمینان تھا کہ اگر مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا تو وہ مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں اور اتنی دیر میں سمندر کے راستے انہیں ہِرَقْل سے کمک پہنچ جائے گی۔ مسلمانوں نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ حفاظتی انتظامات کے لحاظ سے یہ شہر بہت مضبوط تھا اور فوجی چوکیوں کی وجہ سے کافی مشہور تھا۔ حضرت ابوعُبَیدہؓ نے اس کو فتح کرنے کی ایک نئی ترکیب نکالی کیونکہ آپؓ جنگی حکمتِ عملی جانتے تھے۔ انہوں نے محسوس کر لیا کہ اسے سر کرنا، فتح کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر وہ اس کے مقابلے پہ خیمہ زن ہو جاتے ہیں تو عرصہ قیام بہت لمبا ہو جائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لمبا عرصہ کا جو یہ محاصرہ ہے اس دوران دشمنوں کی طرف سے ان کو مدد بھی پہنچ جائے اور یہاں سے ناکام لوٹنا پڑے یا پھر شہر کا محاصرہ زیادہ لمبا کیا جائے تو اُکتا کے یہ جانا ناممکن ہو جائے گا تو آپ نے ایک رات میدان میں بہت سے گہرے گڑھے کھدوائے اتنے کہ گھوڑے پر سوار بیٹھا ان میں چھپ جائے اور انہیں گھاس سے چھپا دیا اور صبح محاصرہ اٹھا کر حِمص کی طرف روانہ ہو گئے۔ شہر والوں نے محاصرہ اٹھتے دیکھا تو خوش ہوئے اور اطمینان سے شہر کے دروازے کھول دیے۔ دوسری طرف حضرت ابوعُبَیدہؓ راتوں رات اپنی فوج سمیت واپس آ گئے اور ان غار نما گڑھوں میں چھپ گئے۔ صبح جب شہر کے دروازے کھلے تو مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا کچھ مسلمانوں نے شہر کے دروازے پر قبضہ کر لیا جو قلعہ سے باہر تھے انہوں نے بھاگنے میں اپنی عافیت جانی اور جو شہر میں موجود تھے ان پر خوف طاری ہو چکا تھا۔ لہٰذا جو لوگ شہر میں تھے ان میں سے ہر ایک راہِ نجات کی جستجو میں لگ گیا۔ ان کے لیے اطاعت اور تسلیم کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ چنانچہ انہوں نے صلح کر لی اور بھاگنے والوں نے امان چاہی۔ مسلمانوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کو فتح کر لیا۔ حضرت ابوعُبَیدہ بن جَرّاحؓ نے جزیے پر صلح کر لی اور ان کا گرجا انہی کے قبضے میں رہنے دیا اور بعد میں مسلمانوں نے اس کے قریب ہی اپنی ایک مسجد بنا لی۔

(حضرت عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل، مترجم صفحہ 333-334 اسلامی کتب خانہ لاہور)

(الفاروق از علامہ شبلی صفحہ 118-119 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

اس فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے لکھا کہ اس سال مزید پیش قدمی نہ کی جائے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 119 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

پھر

فتح قِنِّسْرِین

ہے۔ یہ پندرہ ہجری کی ہے۔ حضرت ابوعُبَیدہ بن جَرّاحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو قِنِّسْرِین کی طرف روانہ کیا جو صوبہ حَلَب کا ایک بارونق شہر تھا۔ حلب کے راستے میں پہاڑ کے درمیان قِنِّسْرِین کا قلعہ واقع تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ حاضِر مقام کے قریب پہنچے۔ حاضِر بھی حَلَب کے قریب ایک مقام ہے اس جگہ رومی لوگ مِیناس کی زیرِ قیادت آپ کے مقابلے میں آ گئے۔ ہِرَقل کے بعد روم کا سب سے بڑا سپہ سالار مِیناس ہی تھا۔ بہرحال وہاں کے باشندوں نے اور جو اُن کے ہاں عرب عیسائی تھے انہوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ عربوں کا یہ دستور تھا کہ وہ شہر کی حفاظت کے لیے شہر سے باہر نکل کر خیمے ڈال دیتے تھے۔ چنانچہ یہ عیسائی عرب بھی اسی دستور کے مطابق باہر خیمہ زن تھے۔ سخت معرکے کے بعد حضرت خالدؓ نے رومیوں کا بہت سا لشکر قتل کر دیا اور ان کے سردار مِیناس کو بھی قتل کر دیا۔ علاقے کے لوگوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم عرب لوگ ہیں اور جنگ کرنے پر راضی ہی نہ تھے۔ ہمیں زبردستی اس جنگ میں شامل کیا گیا تھا۔ لہٰذا ہم سے درگزر کیا جائے۔ اس پر حضرت خالدؓ نے ان کا عذر قبول کیا اور ان سے اپنا ہاتھ روک لیا۔

کچھ رومی بھاگ کر قِنِّسْرِین میں قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے ان کا تعاقب کیا لیکن جب وہ قِنِّسْرِین پہنچے تو رومی شہر کے دروازے بند کر چکے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خالدؓ نے ان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم بادلوں میں بھی جا چھپو گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو تمہارے پاس پہنچا دے گا یا تمہیں ہماری طرف پھینک دے گا۔ کچھ دن تو وہ یونہی قلعہ بند رہے لیکن آخر کار قِنِّسْرِین والوں کو یقین ہو گیا کہ اب کوئی راہِ نجات نہیں۔ چنانچہ انہوں نے درخواست کی کہ حِمص کی صلح کی شرائط پر انہیں امان دی جائے لیکن انہوں نے جو پہلے حکم عدولی کی تھی حضرت خالدؓ انہیں اس حکم عدولی کی سزا دینے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ اس لیے حضرت خالدؓ شہر کو تباہ کرنے کے سوا اَور کسی بات پر راضی نہ ہوئے۔ اہلِ قِنِّسْرِین اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو تقدیر کے حوالے کر کے اَنطاکیہ بھاگ گئے۔ جس وقت حضرت ابوعُبَیدہ بن الجراحؓ قِنِّسْرِین پہنچے تو انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس فیصلے کو عدل و انصاف کے عین مطابق پایا اور شہر کے قلعے اور فصیلیں منہدم کر دیں۔ اس کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ انصاف کے ساتھ شفقت کا سلوک بھی ہونا چاہیے۔ یہ تو انصاف تھا جو پہلے دشمنوں سے کیا گیا، اب شفقت بھی مسلمانوں کو کرنی چاہیے۔ پھر انہوں نے شفقت کے لیے یہ کیا کہ اہلِ شہر کو ان کی درخواست کے مطابق امان بھی دے دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شہر کے کلیسا اور مکان تقسیم کر دیے گئے۔ چرچ بھی اور مکان بھی تقسیم کر دیے گئے اور نصف حصہ پر مسلمان قابض ہو گئے، نصف حصہ انہی کے پاس رہنے دیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ شہر کی کچھ زمین لے کر وہاں مسجد تعمیر کر دی گئی اور باقی سب کچھ

بدستور اہل علاقہ کے قبضہ میں ہی رہنے دیا۔ جو لوگ اَنْطَاکِیہ بھاگ گئے تھے وہ بھی جزیہ قبول کر کے واپس آ گئے تھے۔ دوسرے مفتوحہ علاقوں کی طرح یہاں کے لوگوں سے بھی بہتر سلوک کیا گیا اور صحیح مساوات کی بنیاد پر ان کے درمیان عدل قائم کیا گیا جس میں کوئی طاقتور کسی بھی کمزور پر ظلم و جبر نہیں کرسکتا تھا۔

(سیدنا عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل مترجم صفحہ 333 تا 339 اسلامی کتب خانہ لاہور)

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 445، دارالکتب العلمیۃ لبنان 1987ء)(معجم البلدان جلد 2 صفحہ 238 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر

فتح قَیْسَارِیّہ

ہے۔ یہ بھی پندرہ ہجری کی ہے۔ قَیْسَارِیّہ شام کا ساحلی شہر ہے جو طَبَرِیَّہ سے تین دن کی مسافت پر واقع تھا۔ یہ جنگ کس سال میں ہوئی؟ اس کے بارے میں متفرق روایات ملتی ہیں۔ ایک تو ہے کہ پندرہ ہجری۔ دوسرے قول کے مطابق سولہ ہجری میں ہوئی اور تیسری روایت کے مطابق انیس ہجری اور چوتھے قول کے مطابق بیس ہجری میں ہوئی۔

(تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 511 سنۃ 19ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

(معجم البلدان جلد 4 صفحہ 478 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال جس وقت حضرت ابوعُبَیدہؓ شمالی روم میں فاتحانہ پیش قدمی فرما رہے تھے حضرت عمرو بن عاصؓ اور حضرت شُرَحْبِیْل بن حَسَنَہؓ روم کی ان فوجوں سے جنگ آزما تھے جو فلسطین میں جمع تھیں اور انہیں شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ فوجیں کثرتِ تعداد اور سامان کے اعتبار سے بہت قوی تھیں اور ان کی قیادت روم کا سب سے بڑا سپہ سالار اَطْرَبُوْن کر رہا تھا جس کی بعید النظری اور جنگی سوجھ بوجھ مملکت میں اپنا کوئی حریف نہ رکھتی تھی۔ اس نے سوچا کہ فوج کو مختلف مقامات پر پھیلا دیا جائے تا کہ زمامِ اقتدار بھی تنہا اسی کے ہاتھ میں رہے اور اگر اس فوج کے کچھ حصوں پر عرب فتح بھی پائیں تو دوسرے حصے اس سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ اس نے رَمْلَہ اور اسی طرح اِیْلِیَا پر ایک بھاری لشکر متعین کیا اور اس کی حمایت کے لیے غَزَہ، سَبَسْطِیَہ، نَابُلُس، لُدّ اور یَافَا میں فوجیں چھوڑ دیں۔ اس کے بعد عربوں کی آمد کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ وہ عربوں پر فتح پانے اور ان کی قوتوں کو پراگندہ کرنے کی طاقت و قوت رکھتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے موقع کی نزاکت کو محسوس کرلیا۔ انہوں نے سوچا کہ اگر وہ اپنی تمام فوجوں کے ساتھ اَطْرَبُوْن کے مقابلے میں صف آرا ہوتے ہیں تو رومی فوجیں ایک دوسرے سے مل جائیں گی اور وہ ان پر فتح یاب نہ ہوسکیں گے بلکہ ہوسکتا ہے کہ رومی ان پر فتح پالیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا تو آپ نے یزید بن ابوسفیان کو حکم دیا کہ اپنے بھائی معاویہ کو قَیْسَارِیّہ فتح کرنے بھیجو تا کہ بحری راستے سے اَطْرَبُوْن کو مدد نہ پہنچ سکے۔ حضرت عمرؓ نے امیر معاویہ کے نام خط میں تحریر فرمایا کہ میں تمہیں قَیْسَارِیّہ کا امیر بناتا ہوں، وہاں جاؤ اور اس کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرو اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم اور اَللّٰہُ رَبُّنَا وَثِقَتُنَا وَرَجَاؤُنَا وَمَوْلَنَا، نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ بکثرت پڑھو۔ یعنی گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی کو ہے جو بہت بلند شان والا اور بہت عظمت والا ہے اور اللہ ہمارا رب ہے اور ہمارا بھروسہ ہے اور وہ ہماری امید گاہ ہے۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

الفاروق میں لکھا ہے کہ قَیْسَارِیّہ پر اول تیرہ ہجری میں عَمْرو بِن عاصؓ نے چڑھائی کی اور مدت تک محاصرہ کیے پڑے رہے لیکن فتح نہ ہوسکا۔ ابوعُبَیدہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو ان کی جگہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ قَیْسَارِیّہ کی مہم پر جاؤ۔ یزید سترہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے اور شہر کا محاصرہ کیا لیکن اٹھارہ ہجری میں جب بیمار ہوئے تو اپنے بھائی امیر معاویہ کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے دِمَشْق چلے آئے۔ وہیں ان کی وفات ہوگئی۔

قَیْسَارِیّہ بحرِ شام کے ساحل پر واقع ہے اور فلسطین کے اضلاع میں شمار کیا جاتا ہے۔ آج بہرحال یہ ویران پڑا ہے لیکن اس زمانے میں بہت بڑا شہر تھا اور بقول بَلَاذَرِی کے تین سو بازار آباد تھے جس کی حفاظت پر ایک بہت بڑا رومی لشکر متعین تھا۔ یہاں ان کا ایک بہت مضبوط اور خطرناک سرحدی قلعہ تھا۔ حضرت معاویہؓ نے قَیْسَارِیّہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ رومی کبھی اسلامی فوج پر حملہ کرتے لیکن شکست کھا کر پھر اپنے مورچوں میں واپس ہو جاتے۔ آخر کار جب محاصرہ طویل ہوگیا تو ایک دن مرنے مارنے کے ارادے سے نکلے لیکن شکست کھائی اور ایسی عبرت ناک شکست کھائی کہ میدانِ جنگ میں ان کے اسّی ہزار سپاہی مارے گئے اور یہ تعداد ہزیمت و فرار کے بعد ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ قَیْسَارِیّہ کی فتح اور اس کے لشکر کی تباہی کے بعد مسلمان اس طرف سے مطمئن اور محفوظ ہو گئے اور اس رستے سے رومیوں کو کمک کا سلسلہ رک گیا۔ حضرت معاویہؓ نے مالِ غنیمت کے خمس کے ساتھ فتح کی خبر حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھجوائی۔

ایک اَور روایت میں ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے بڑے ساز و سامان سے محاصرہ کیا۔ شہر والے کئی دفعہ قلعہ سے نکل نکل کر لڑے لیکن ہر دفعہ شکست کھائی تاہم شہر پر قبضہ نہ ہوسکا۔ ایک دن ایک یہودی نے جس کا نام یوسف تھا، امیر معاویہ کے پاس آ کر ایک سرنگ کا نشان دیا جو شہر کے اندر اندر قلعہ کے دروازے تک گئی تھی۔ چنانچہ چند بہادروں نے اس راہ قلعہ کے اندر پہنچ کر دروازہ کھول دیا اور ساتھ ہی تمام فوج ٹوٹ پڑی اور فتح حاصل کی۔

حضرت عُبَادہ بن صَامِتؓ جو بدری صحابہ میں سے ہیں وہ بھی اس جنگ میں شامل تھے۔ ان کی بہادری کا واقعہ قَیْسَارِیّہ کی جنگ میں اس طرح ملتا ہے کہ قَیْسَارِیّہ کے محاصرے کے مقام پر حضرت عُبَادہ بن صَامِتؓ اسلامی فوج کے مَیْمَنَہ کے قائد تھے۔ آپؓ اپنی فوج کو نصیحت کرنے کھڑے ہوئے۔ انہیں گناہوں سے بچنے اور اپنا محاسبہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر مجاہدین کا ایک ہجوم لے کر آگے بڑھے اور بہت سارے رومیوں کو قتل کیا لیکن اپنے مقصد میں اچھی طرح کامیاب نہ ہوئے۔ دوبارہ اپنی جگہ واپس آئے، اپنے ساتھیوں کو لڑنے مرنے پر جوش دلایا اور اپنے ساتھ اتنا بڑا ہجوم لے کر حملہ کرنے کے بعد بھی نامراد لَوٹنے پر کافی حیرت اور تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ اے اسلام کے پاسبانو! میں بیعت عقبہ میں شریک ہونے والے نقباء میں سے یعنی نقیبوں میں سے کم عمر تھا لیکن مجھے سب سے لمبی عمر ملی۔ اللہ نے میرے حق میں فیصلہ کیا کہ مجھے زندہ رکھا، یہاں تک کہ آج یہاں تمہارے ساتھ اس دشمن سے لڑ رہا ہوں۔ قَسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے مومنوں کی جماعت لے کر جب بھی مشرکوں کی جماعت پر حملہ کیا تو انہوں نے ہمارے لیے میدان خالی کر دیا یعنی ہماری جیت ہوئی اور اللہ نے ان پر ہمیں فتح دی۔ کیا بات ہے کہ تم نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ہٹا نہ سکے۔ پھر اس کے بارے میں آپؓ کو جو اندیشہ لاحق تھا اسے ان لفظوں میں بیان کیا کہ مجھے تمہارے بارے میں دو چیزوں کا اندیشہ ہے یا تو تم میں سے کوئی خائن ہے یا جب تم نے حملہ کیا تو مخلص نہیں تھے۔ یا خائن ہو یا اس وقت اخلاص نہیں تھا جب حملہ کر رہے تھے۔ اس کے بعد آپ نے انہیں صدق دل سے شہادت مانگنے کی تلقین کی اور کہا کہ مَیں تم میں سب سے پیش پیش رہوں گا اور ہرگز پیچھے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح سے نواز دے یا شہادت کی موت عطا فرمائے۔ چنانچہ جب رومی اور مسلمان آپس میں ٹکرائے تو عُبَادہ بن صَامِتؓ اپنے گھوڑے سے کود کر پیدل ہو گئے۔ عُمَیر بن سعد انصاری نے آپؓ کو پیدل دیکھا تو امیر لشکر کے پیدل لڑنے کی بات مسلمانوں میں عام کر دی اور کہا کہ سب لوگ انہی کی طرح ہو جائیں۔ چنانچہ سب نے رومیوں سے زبردست معرکہ آرائی کی اور انہیں پست کر دیا۔ بالآخر وہ بھاگ کر شہر میں قلعہ بند ہو گئے۔

جس طرح عربوں نے قَیْسَارِیّہ پر قبضہ کیا تھا اسی طرح

غزہ بھی فتح

کرلیا۔ عہد صدیقی میں بھی مسلمان ایک دفعہ غزہ پر قبضہ کر چکے تھے لیکن بعد میں انہیں وہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ جب یہ دونوں سرحدی مقام مسلمانوں کے زیر اقتدار آ گئے تو حضرت عمرو بن عاصؓ کو سمندر کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔

(سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم از ہیکل صفحہ 357-359 اسلامی کتب خانہ لاہور)

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 735-736، 744-745 الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ پاکستان)

(الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 140-141 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

یہ قصہ، یہ واقعات ابھی مزید چل رہے ہیں۔ اس وقت میں

بعض مرحومین کا ذکر

بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے جنازے جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر مکرمہ خدیجہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی کے محمد علوی صاحب سابق مبلغ کیرالہ کا ہے جو گذشتہ دنوں اسّی سال کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد کنھی محی الدین صاحب کیرالہ کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور

مرحومہ کو بھی بہت چھوٹی عمر میں احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ بڑی صابرہ شاکرہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، دیندار، غریب پرور، مہمان نواز اور قناعت پسند خاتون تھیں۔ مرحومہ کے شوہر مبلغ سلسلہ تھے۔ کئی کئی دن دوروں کی وجہ سے باہر رہتے تھے لیکن مرحومہ میں ہمیشہ شکر گزاری تھی۔ کبھی شکوہ نہیں کیا۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ آپ کے بڑے بیٹے محمود صاحب مبلغ سلسلہ تھے جو 54 سال کی عمر میں گردے کے فیل ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔ ان کے چھوٹے بیٹے بھی معلم سلسلہ ہیں اور پانچوں بیٹیاں بھی مربیان سے بیاہی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر ملک سلطان رشید خان صاحب کوٹ فتح خان کا ہے۔ یہ سابق امیر ضلع اٹک تھے۔ ملک سلطان رشید خان صاحب 22،23 اگست کی درمیانی شب وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے والد کرنل ملک سلطان محمد خان صاحب نے تیئس سال کی عمر میں 1923ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ پھر ان کی شادی عائشہ صدیقہ صاحبہ جو چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کی بیٹی تھیں ان سے ہوگئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ہی یہ شادی کروائی تھی۔ سلطان رشید صاحب کے دادا کا نام ملک سلطان سرخرو خان تھا۔ انہیں برطانوی بادشاہ کے دربار میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ دربار میں کرسی دی جاتی تھی۔ انہیں اپنے بیٹے ملک سلطان محمد خان صاحب کے چار سال کے بعد احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ملک سلطان رشید خان صاحب کی جماعتی خدمات جو ہیں اس طرح ہیں کہ ان کو 96ء سے لے کر 99ء تک اور پھر 2005ء سے 2014ء تک امیر ضلع اٹک خدمت کی توفیق ملی۔ وفات کے وقت بھی کوٹ فتح خان کے صدر جماعت تھے۔ سابق گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان کے یہ رشتہ دار تھے لیکن وہ دنیاداری میں پڑا ہوا خاندان تھا اور ان کے والد نے احمدی ہونے کے بعد بالکل دنیاداری کو چھوڑا تو نہیں لیکن دنیا میں رہتے ہوئے دین کو مقدم کرنے والوں میں سے تھے اور یہی خصوصیت ملک سلطان رشید خان صاحب کی بھی تھی۔ انہوں نے پہلے شروع میں 1/10 حصہ کی وصیت کی۔ بعد میں 1/7 حصہ کی وصیت کر دی اور پھر حصہ جائیداد بھی ادا کیا۔ جائیداد پر میرا خیال ہے کہ شاید 1/10 حصہ کی وصیت تھی اور باقی آمد پر 1/7 حصہ کی۔ ان کی ہمشیرہ راشدہ سیال کہتی ہیں کہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک دفعہ مجھے تحریر فرمایا کہ تمہارے ابا احمدیت کے لیے ایک ننگی تلوار تھے اور تمہارے بھائیوں میں بھی یہی رنگ پایا جاتا ہے۔ پھر ملک سلطان رشید صاحب کے بارے میں کہتی ہیں کہ ہمارے بھائی کا خلافت سے بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ خلیفۃ المسیح کے ہر حکم کی فوری تعمیل بجالاتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ خلافت کے معتبر خادم رہے اور کامل لگن کے ساتھ خدمات بجالاتے رہے۔ روحانیت بھی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جب کوئی آپ کو دیکھتا تو محسوس کرتا کہ ان کا اس دنیاوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہت زیادہ عاجزی اختیار کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کے بارے میں زیادہ باتیں نہیں کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے بہت تعلق تھا۔ ان کے دن اور رات ہر ایک کے لیے دعاؤں میں بھرے ہوئے تھے خواہ وہ دوست ہو یا رشتہ دار یا اجنبی۔ دوستوں، خاندان اور غیروں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو کبھی ان کے دروازے سے خالی ہاتھ واپس گیا ہو۔ ان کی سخاوت کا کئی افراد نے ناجائز فائدہ بھی اٹھایا اور ان سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوتا تھا۔

کہتی ہیں ایک خاتون میری بھانجی کے پاس آئی۔ وہ کہنے لگی کہ ان ضرورت مند گھروں کا کیا بنے گا جہاں صرف سلطان رشید صاحب کے پیسوں سے چولہے جل رہے تھے؟ یعنی کہ کھانا گزارہ ان کا سلطان رشید صاحب کی مدد سے ہوتا تھا۔ کہتی ہیں انہوں نے کس قدر سخاوت کا مظاہرہ کیا ہمیں اس کا حقیقی ادراک نہیں ہے۔ کہتی ہیں میری بھانجی نے ایک دن ان سے پوچھا کہ آپ جو لوگوں کی اتنی خدمت کرتے ہیں تو کیا لوگ اس کی قدر کریں گے اور یاد رکھیں گے تو آپ نے کہا کہ شاید مجھے یاد نہ رکھیں لیکن میری نیت صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے سے راضی ہو جائے۔ ان کی ایک بہن نعیمہ صاحبہ کہتی ہیں: میرے بھائی میں تبلیغ کا بہت جذبہ تھا۔ کئی سعید روحوں کی ہدایت کا باعث بنے۔ ہر آنے جانے والے کے ساتھ تبلیغ کا موقع نکال لیتے تھے۔ غیر از جماعت دوست اکثر شام کو آجاتے اور گھنٹوں وفات مسیح پر بحث ہوتی حالانکہ اس میں خطرہ بھی تھا۔ عبادت کے ذوق وشوق کا بھی عجیب رنگ تھا۔ عام طور پر کمرہ بند کر کے تنہائی میں اپنے رب سے راز و نیاز کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے رؤیا اور کشوف سے بھی انہیں نوازا۔ ایک دفعہ ایبٹ آباد میں گرمیوں کے لیے گئے۔ اچانک ایک مالی پریشانی سے دوچار ہو گئے۔ دعا کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ کہتی ہیں کہ صبح سیر کے لیے گھنے درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرے تو ایک بلند اور صاف آواز آئی۔ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ۔

زبیری صاحب سابق امیر ضلع اٹک کی بیگم نے ان کی ہمشیرہ کو بتایا، کہتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں ضلعی میٹنگ کے لیے ان کے ہاں مقیم تھے تو چہرے پر کچھ کچھ پریشانی سی تھی۔ وجہ پوچھنے پر بتایا کہ ایک تقریر کرنی ہے لیکن تیاری بالکل نہیں ہوسکی۔ دوسرے دن صبح بڑے ہشاش بشاش تھے۔ ناشتے کے لیے آئے تو کہنے لگے کہ رات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ خواب میں آئے اور ساری تقریر کچھ ہی دیر میں انہوں نے لکھوا دی۔ الحمد للہ میری تقریر تیار ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کا یہ عالم تھا کہ گاؤں میں تنِ تنہا دشمن میں گھرے ہوئے کمال اطمینان سے سالہا سال زندگی بسر کی۔ نہ کوئی ڈر تھا نہ گھبراہٹ۔ بے حد بہادر تھے۔ کہتے تھے حکم الٰہی کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ ایک دفعہ ان کے ملازم نے کسی سوالی کو واپس کرنا چاہا تو اسے سمجھایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی کا وسیلہ بنانا چاہتا ہے تو اس کو لوٹانے والا میں کون ہوتا ہوں۔ ہر قسم کی علمی گفتگو کی مہارت رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کئی بار مطالعہ کر چکے تھے۔ ماشاء اللہ جامع خصوصیات کے حامل وجود تھے۔ پابند صوم وصلوٰۃ، تہجد گزار، دعا گو اور نہایت حکیمانہ انداز میں بات کرنے والے انسان تھے اور ہر بات کو تبلیغ پر ختم کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر مکرم عبدالقیوم صاحب انڈونیشیا کا ہے۔ 25/ اگست کو ان کی بیاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ مولانا عبدالواحد صاحب سماٹری مرحوم جو غیر ہندوستانی پاکستانی پہلے مبلغ تھے ان کے بیٹے تھے۔ انڈونیشیا کے ایک مشہور ٹیکنیکل سکول سے انہوں نے کیمیکل انجنیئر نگ میں بیچلرز کی ڈگری حاصل کی۔ پھر سرکاری سکالرشپ پر اعلیٰ تعلیم کے لیے فرانس گئے اور پٹرولیم اکنامکس میں وہاں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ پھر منسٹری آف انرجی اور منرل ریسورسز (Ministry of Energy and Mineral Resources) میں ملازم ہوئے۔ وہاں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ریٹائرڈ ہونے کے باوجود اپنی فیلڈ کے ماہر کے طور پر ان سے کام لیا جاتا تھا۔ پھر تہتر سال کی عمر میں بڑی محنت سے انہوں نے یونیورسٹی آف انڈونیشیا سے کیمیکل انجنیئر نگ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کر لی۔ موصوف نے ملک کے لیے بھی بہت نمایاں کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ 73ء میں انہوں نے گورنمنٹ کو لیکیوفائڈ نیچرل گیس (Liquified Natural Gas) کے بارے میں ایک فارمولا تجویز کیا اور کہتے ہیں اس وقت سے یعنی 1974ء سے لے کے 2000ء تک حکومت کو اس کی وجہ سے ایک سو دس بلین ڈالرز کا منافع ہوا۔ بہرحال احمدی تو ہر جگہ ملک و قوم کی خدمت کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے لیکن انڈونیشیا میں بھی ملّاں کے زیر اثر بعض علاقوں میں احمدیت کی مخالفت بہت زیادہ ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی ہمارا کام تو یہی ہے کہ ملک سے وفادار رہیں۔ ان کو سول سرونٹ (Civil Servant) کے لیے ملک کا سب سے اعلیٰ ایوارڈ بھی ملا۔ 2005ء میں دوسرا بڑا ایوارڈ ملا جو انڈونیشین گورنمنٹ فوج سے باہر شعبہ میں بہت زیادہ نمایاں کارنامہ سرانجام دینے والوں کو دیتی ہے اور ان کے جو ہیروز ہوتے ہیں ان کو ایک قبرستان میں جہاں ایک ملٹری ceremony ہوتی ہے اس میں دفن کیا جاتا ہے۔ بہرحال مرحوم نے کیونکہ وہاں دفن نہیں ہونا تھا اس لیے ان کی وفات پر جو ملٹری سرمنی (ceremony) تھی وہ اب مقبرہ موصیان پارونگ (Parung) میں منعقد ہوئی اور وہاں ان کو اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔

بہت پیار کرنے والے تھے اور اپنے بہن بھائیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کے والد نے نصیحت کی تھی کہ بہن بھائیوں کا خیال رکھنا اور ہمیشہ اس پر انہوں نے عمل کیا۔ مربیان اور واقفین زندگی کے ساتھ نہایت عزت واحترام سے پیش آتے تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی باسط صاحب مربی سلسلہ بھی ہیں اور انڈونیشیا کے امیر جماعت بھی ہیں۔ ماتحتوں کے ساتھ بھی ان کا بڑا اچھا سلوک ہوتا تھا۔ ان کے ایک ماتحت نے کہا کہ نو سال کی عمر سے میں مرحوم کی زیرِ کفالت رہا ہوں، سکول کی فیس وغیرہ کی ضروریات مرحوم نے ہی ادا کیں۔ اچھے سلوک کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کے بعد میں نے بھی بیعت کر لی۔ مرحوم کی مہربانی اور سخاوت بہت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ہمیشہ لوگوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرتے۔ کبھی اپنے آپ پر فخر نہیں کیا اور نہ ہی اپنے عہدے پر فخر کیا۔ سرکاری گیس کمپنی میں ان کے سابق کارکن تھے وہ کہتے ہیں بہت ہی ذہین، ثابت قدم اور محنتی تھے۔ موصوف بہت ہی مشہور اور بڑے افسر تھے لیکن اس کے باوجود بہت ہی عاجزی رکھنے والے تھے۔ خلافت سے اور جماعت سے نہایت محبت کرنے والے تھے۔ جب بھی جماعت

کو قربانی کی ضرورت ہوتی یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تو وہ نہایت خلوص دل سے مدد کرتے تھے۔حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ جب انڈونیشیا گئے ہیں تو انہوں نے ان کے گھر میں ہی قیام فرمایا تھا اور سرکاری ملازم کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے مرحوم نے یہ کبھی نہیں چھپایا کہ وہ احمدی ہیں اور نہ بعد میں۔ حالانکہ مخالفت تو بعد میں زیادہ شروع ہوگئی تھی لیکن کبھی اپنا احمدی ہونا نہیں چھپایا۔ اپنے دوستوں کو تبلیغ کرنے میں مستعد تھے اور ایک معروف احمدی شخصیت کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بجلی کمپنی کے سی ای او نے وزیر کو کہا کہ ڈیم کا پانی کم ہو رہا ہے اور کچھ عرصہ تک یہی حال رہا تو بجلی بند کرنی پڑے گی۔تو منسٹر صاحب کو ان کی دعاؤں پہ کچھ یقین تھا۔ انہوں نے کہا کہ قیوم صاحب کے پاس جاؤ۔تو یہ قیوم صاحب کے پاس آئے کہ میری مدد کریں تو انہوں نے کہا اچھا میری مدد! تم نے میرے سے مدد لینی ہے تو میرے ذریعہ سے پھر خلیفۃ المسیح کو، ہمارے امام کو خط لکھو اور اس نے یہ خط لکھا کہ دعا کریں یہ ہو جائے۔ کہتے ہیں منگل کو یہ خط انہوں نے دیا اور اگلے دن ہی موسلادھار بارش ہوگئی اور ڈیم بھر گیا۔

جماعت کے لیے ان کی خدمات یہ ہیں کہ پارونگ میں ہیڈ کوارٹر کمپلیکس کی تعمیر میں کئی رکاوٹوں کا سامنا تھا۔ اس وقت کے رئیس التبلیغ محمود چیمہ صاحب تھے۔ اُنہوں نے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ فکر نہ کریں۔ مالی معاملات میں کوئی روک تھی، رقم کی کمی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں سارا خرچ ادا کروں گا اور سارا خرچ ادا کیا اور دو سالوں کے اندر ایک بڑی مسجد وہاں بن گئی۔مرکزی گیسٹ ہاؤس اور مبلغین کے کوارٹرز کی تعمیر کا زیادہ تر حصہ بھی انہوں نے ادا کیا۔ چار عدد کوارٹرز کے سو فیصد تعمیراتی اخراجات مرحوم کی طرف سے تھے۔ ایم ٹی اے انڈونیشیا کے ابتدائی دنوں میں قریباً تمام اخراجات مرحوم اور ان کی اہلیہ نے برداشت کیے۔مغربی جکارتہ میں واقع سٹوڈیو کے لیے ان کا گھر استعمال کیا جاتا تھا۔ کارکنان کے الاؤنس کی ادائیگی کے اخراجات بھی مرحوم کی طرف سے تھے۔ انڈونیشیا میں ہومیوپیتھی کے ابتدائی دنوں میں ادویات سے لے کر کلینک کی جگہ تک کے تمام اخراجات مرحوم کی فیملی نے برداشت کیے۔ واحد سینئر ہائی سکول کے ابتدائی تعمیراتی اخراجات بھی مرحوم کے خاندان کے عطیات سے آئے۔ اس میں زیادہ تر حصہ انہی کا ہوتا تھا۔ قادیان میں انڈونیشین گیسٹ ہاؤس سرائے ایوب جو زیرِ تعمیر ہے اس کے لیے بھی انہوں نے نمایاں مالی قربانی کی۔ مرحوم نے مرکز کے گرد کافی زمین خریدی۔ پھر رہائش کے لیے جماعت کو دے دی۔معصوم احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ بعض دفعہ جب میٹنگ ہوتی تھی تو عاملہ میں بڑی لمبی بحث چل جاتی تھی۔لیکن امیر صاحب جو ان کے چھوٹے بھائی بھی ہیں اگر وہ کہتے تھے کہ اب اس معاملے کو ختم کریں تو فوری طور پر چپ ہو جاتے تھے اور اپنی مزید رائے نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر مکرم داؤدہ رزاقی یونس (Daouda Razaki Younus) صاحب بینن کا ہے۔ 27/ اگست کو چوہتر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم بینن کے پہلے احمدیوں میں سے تھے۔ اپنے گھر میں اکیلے احمدی تھے۔ 1967ء میں اپنے بڑے بھائی ذکر اللہ داؤد صاحب مرحوم جو بینن کے سب سے پہلے احمدی تھے ان کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ ان کے بیوی بچے احمدی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے۔

میاں قمر احمد امیر و مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ فوت ہونے سے چند دن قبل قبولیت احمدیت کا واقعہ مجھے بتایا کہ جب میرے بڑے بھائی ذکر اللہ داؤدا جو نائیجیریا میں احمدیت قبول کر چکے تھے ان کے احمدیت قبول کرنے کی خبر ملی اور ساتھ ہی لوگوں کی احمدیت کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سنیں تو مَیں ان کو ملنے گیا۔ میں نے ان کو اَلَیۡسَ اللّٰہُ کی انگوٹھی پہنے دیکھی تو میں نے فوراً اپنے بڑے بھائی سے پوچھا کہ یہ انگوٹھی کیسی پہن رکھی ہے اور آپ کے مذہب میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس پر قرآن مجید کی آیت لکھی ہے۔ اس کا مطلب ہے کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں اور جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ پھر کہتے ہیں میں نے بھائی سے پوچھا کہ کیا احمدیت اسلام سے کوئی مختلف مذہب ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس امام کا تم انتظار کر رہے ہو وہ آ گیا ہے اور یہی سچا اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں اس بات کو سن کے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا مطالعہ کیا اور میں نے احمدیت قبول کر لی۔

بینن کے پڑھے لکھے احمدیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔فرانس سے بزنس مینجمنٹ میں انہوں نے ماسٹرز کیا۔بینن کے بجلی اور پانی کے نیشنل ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔نہایت بارعب، باریش، باوقار شخصیت تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کی کتب کا مطالعہ آپ کا معمول تھا۔ بہت سے جماعتی عہدوں پر فائز رہے اور جماعت بینن کے لیے آپ کی بہت سی خدمات ہیں۔ یہ وہاں پہلے چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ تھے۔شروع سے اس عہدے پر رہے۔ یہ میڈیکل کیمپس لگایا کرتے تھے اور خود ڈاکٹرز کے ساتھ جا کر سارا سارا دن بغیر کچھ کھائے انسانی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔

ڈاکٹر قمر احمد علی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے بینن میں بطور ڈاکٹر خدمت کی توفیق ملی وہ کہتے ہیں کہ میڈیکل کیمپس کے دوران خواہ تھکاوٹ ہوتی یا سفر کی وجہ سے لیٹ سوتے، ہمیشہ میں نے ان کو رات کو لمبی تہجد پڑھتے دیکھا ہے۔ جب بھی آنکھ کھلی ان کو تہجد پڑھتے دیکھا۔

مظفر احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ کہہ رہے ہیں کہ جب بھی کوئی تقریر کرتے تو بڑے ہی درد کے ساتھ شرائط بیعت پر عمل کرنے کی تلقین کرتے اور کہتے ہیں خاکسار کو کہا کرتے تھے کہ جب تک ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام یعنی اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کو نہیں سمجھتا تو وہ مادیت پرست ہے۔

پھر امیر صاحب لکھتے ہیں کہ 2006ء میں جماعت کو تیس ایکڑ کا ایک قطعہ عنایت کیا۔ کہتے ہیں کہ 2021ء میں مَیں نے خواہش ظاہر کی کہ بینن میں مدرسۃ الحفظ کی بلڈنگ بنوا کر جماعت کو تحفہ پیش کریں تو انہوں نے بڑا مسکرا کر کہا کہ ان شاء اللہ، اور یہ شروع بھی ہو گیا ہے۔ کہا کرتے تھے کہ اگر جماعت کے بچے پڑھ لکھ جائیں تو بینن کی جماعت افریقہ کی بڑی جماعتوں میں سے ہو گی۔ آپ بچوں کو جماعت کی قیمتی کتابیں بطور انعام دیا کرتے تھے۔یتیم خانہ بیت الاکرام میں گئے تو ڈاکٹر ولید صاحب جو وہاں کے انچارج ہیں ان کو نصیحت کی کہ ان بچوں کی صحت اور سیکیورٹی کا بہت خیال رکھیں کیونکہ یہ ہماری جماعت اور قوم کے بچے ہیں اور ہم سب ان کے والدین ہیں اور دعائیں بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، ان سب کے درجات بلند فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ نماز کے بعد ان کے جنازہ غائب ادا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 01 اکتوبر 2021ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اور ہماری کُھل بے فائدہ ہے۔ ہم دنیا تو کما رہے ہیں لیکن ہمارا دین کا خانہ خالی ہو رہا ہے اور ایسے حالات میں پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان دنیا کے دھندوں میں غرق ہو کر خدا تعالیٰ سے بالکل ہی تعلق ختم کر دیتا ہے اور یوں خدا تعالیٰ کی نظر سے گر کر شیطان کی جھولی میں جا گرتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کا جلسہ پر آنا صرف ایک رسم بن جاتا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جلسے پر شمولیت ہمیں ہماری کمزوریوں کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے ہمارے اندر انقلاب لانے والی ہو۔ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بنانے والی ہو۔ ہماری کشائش ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی ہو۔ ہم ہمیشہ یہ دعا اور کوشش کرتے رہنے والے ہوں کہ ہم یا ہماری نسلیں کبھی خدا تعالیٰ کے غضب کا مورد نہ بنیں۔ ہم اپنے بزرگوں کی خواہشات اور دعاؤں کا وارث بننے والے ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو جماعت کو وسعت مل رہی ہے۔ جماعت دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہے، اللہ تعالیٰ جو لوگوں کے دلوں کو کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کی شمال سے بھی، جنوب سے بھی، مشرق سے اور مغرب سے بھی لوگوں کو توفیق دے رہا ہے، جو لوگ جماعت میں اپنے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے شامل ہو رہے ہیں، اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں وہ اس جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرنے والے بھی بنیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کے دل کھلیں مزید کھلتے چلے جائیں۔ اس بات پر نظر رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے انعقاد کے مقاصد کے لئے بیان فرمائی ہے۔یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق اور اپنی زندگیوں کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالنا۔ اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشش۔ یہ تمام باتیں اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ڈھالنے اور ایک قربانی کا مطالبہ کرتی ہیں۔ پس یہ جلسہ نہ کوئی دنیاوی میلہ ہے نہ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں آنے والوں کو ایک تو ذکر الٰہی کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اور دوسرے یہ ہر وقت ذہن میں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان نیکیوں کو حاصل کرنے اور اپنانے والے بنیں اور پھر انہیں مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے بنیں جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

(خطبہ جمعہ 5/ جون 2015ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 342-343)

ترجمہ و کمپوزنگ: ابو اثمار اٹھوال

This week With Huzoor

10 ستمبر 2021ء

اس ہفتے مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے 2 ریجن South England اور Midlands کی مجالس سے عمر 16 تا 19 سال کے خدام کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کا شرف حاصل ہوا جس میں خدام نے پیارے امام سے مختلف سوالات کے ذریعہ رہنمائی حاصل کی۔

***ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں جب طاعون پڑی تھی تو خدا تعالیٰ نے آپؑ اور ان سب سے جو آپ کی چار دیواری میں ہوں گے الٰہی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا۔کیا یہ بشارت مستقبل میں آنے والی آفات کے متعلق بھی ہے؟**

فرمایا: وہ ایک خدائی نشان تھا جس کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا تھا کہ اب طاعون شروع ہونے والی ہے۔ پس تم اپنے ماننے والوں کو جو ایمان میں پختہ ہیں کہو کہ اگر وہ اینٹی طاعون ویکسین نہیں لگوائیں گے تو تب بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ لیکن اُس وقت بھی حضرت مسیح موعودؑ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ کوئی شخص بھی یہ ویکسین نہ لگوائے بلکہ فرمایا کہ اگر حکومت اس کو لازمی قرار دے تو پھر لگوانے میں کوئی حرج نہیں لیکن یہاں ہمیں اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں دیا گیا۔ پس آپ کو یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر ہم لوگ ایمان میں پختہ ہیں تو خدا تعالیٰ ہمیں اس قسم کی وبا سے عموماً محفوظ رکھے گا۔ رسول کریمؐ کے دور میں بھی اور خلفاء راشدین کے دور میں بھی طاعون پھوٹی تھی اور رسول کریمؐ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی طاعون سے فوت ہو جائے گا تو وہ شہید کا درجہ پائے گا۔ اس لیے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ (کرونا) خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں تو یہ ایک نشان تھا۔ پس اس لحاظ سے یہ (کرونا وبا) نشان نہیں ہے۔ اگر گورنمنٹ ہمیں اینٹی کرونا ویکسین لگوانے کے لیے کہے تو لگوانی چاہئیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ باقی لوگوں کو کرونا ہو اور احمدی احباب کو نہیں ہوگا اور یہ بھی کہ اگر کسی احمدی کو کرونا ہوا تو وہ محفوظ بھی رہے۔ اگر کوئی احمدی کرونا سے فوت جائے تو جیسا کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے ایسا شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں شہید کا درجہ پائے گا۔ اس لیے ہمیں ہر قسم کی آفات اور وبا کے مقابل تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہیے۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ وقت کے خلیفہ کو بتا دے کہ ہر کوئی اس آفت کے وقت بچایا جائے گا۔ تو یہ ایک الگ معاملہ ہے۔

***ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! میں باقاعدگی سے اپنی روحانی ترقی کے لیے دعا کرتا ہوں لیکن اگلے دن میں اپنے آپ میں روحانی ترقی محسوس نہیں کرتا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں روحانی ترقی کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟**

فرمایا: یہ لازمی نہیں ہے کہ آپ فوراً ہی اس کا نتیجہ پا لیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بزرگ جس کا خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق تھا اور وہ ہر روز دعا مانگا کرتا تھا۔ اور ہر روز یہ آواز سنتا کہ تمہاری دعا قبول نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ ان کا ایک مرید بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب بزرگ نے دعا مانگی تو پھر وہی جواب آیا۔ اور یہ جواب مرید نے بھی سنا۔ اس پر مرید نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ آپکو بتا رہا ہے کہ وہ آپکی دعا نہیں سنے گا تو اس کے باوجود بھی آپ کیوں دعا مانگتے چلے جا رہے ہیں؟ بزرگ نے جواب دیا کہ میں تو 30 سال سے دعا مانگ رہا ہوں اور یہی جواب روز سنتا آ رہا ہوں لیکن میں دعا مانگتا چلا جاؤں گا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ میری دعا کو قبول فرما لے۔ (اگر دعا نہ مانگوں تو اور) کس در پر جاؤں؟ تو اچانک آواز آئی اور یہ آواز مرید نے سنی کہ میں نے تمہارے اس جملہ کی وجہ سے تمہاری گزشتہ 30 سال کی تمام دعائیں سن لیں۔ پس جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر آپ اپنی روحانی ترقی کے لیے دعا مانگ رہے ہیں تو آپ کو دیکھنا چاہیے کہ کیا آپ خدا تعالیٰ کے احکامات پر بھی عمل پیرا ہو رہے ہیں؟ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ آپ کو اپنے ایمان میں پختہ ہونا چاہیے۔ اگر آپ اپنے ایمان میں پختہ ہیں تو پھر میں آپ کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ اور روحانی درجات میں بھی بڑھاؤں گا۔ (اس کے ساتھ) یہ بھی ضروری ہے کہ پنج وقتہ نماز باقاعدگی سے ادا کریں اور اگر ممکن ہو تو باجماعت نماز ادا کریں۔ نوافل بھی ادا کریں اور جیسا کہ میں آپکو ہمیشہ کہتا ہوں قرآنی تعلیم پر عمل کریں۔ یہ نہیں ہے کہ آپ ہلکی پھلکی دعا مانگ لیں کہ اے خدا! مجھے روحانی ترقی میں بڑھا اور خدا تعالیٰ آپ کو بزرگ بنا دے۔ ایسا نہیں ہے۔ ایک رات میں آپ بزرگ نہیں بن سکتے۔ یہ ایک مسلسل کوشش ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کو میرے راستے میں بھرپور کوشش کرنی ہوگی۔ پھر میں (روحانی) مقام سے سرفراز کروں گا۔ آپ نے ہار نہیں ماننی۔ کوشش کرتے رہیں تو (ان شاء اللہ) ایک دن آپ روحانی مقام پا لیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔

***ایک اور خادم نے سوال کیا کہ حضور! اگر جماعت کی سچائی کا کوئی ایک ثبوت دینا ہو تو آپ کیا ثبوت دیں گے؟**

فرمایا: مختلف قسم کے لوگوں کے لیے مختلف دلائل ہوتے ہیں۔ (مثال کے طور پر) اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں رکھتا تو اسے آپ سب سے پہلے ایک خدا کی ہستی پر یقین دلائیں گے۔ اگر کوئی مسلمان ہو اور اسلامی بیک گراؤنڈ رکھتا ہو تو اسے مختلف دلائل دینے پڑیں گے۔ مثال کے طور پر یہ کہ اس زمانے کے متعلق رسول کریمؐ کی جو پیشگوئیاں ہیں وہ پوری ہوگئی ہیں۔ قرآنِ کریم میں بھی ہے کہ آخری وقت میں مسیح اور مہدی آئے گا۔ اگر کوئی عیسائی ہو تو اس کے لیے مختلف دلائل ہوں گے۔ ایک عیسائی کو سب سے پہلے یہ یقین دلوانا پڑے گا کہ جس شخص نے آنا ہے یہ وہی عیسیٰ بن مریم نہیں جو جنت سے نازل ہو گا بلکہ یہ امت مسلمہ میں سے ہو گا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل ہیں۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ایک آسمانی نشان کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی۔ یعنی سورج اور چاند گرہن کی پیشگوئی جو کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے متعلق تھی اور جس کے متعلق مسلمان اور دوسرے لوگ انتظار کر رہے تھے۔ اور یہ پیشگوئی 1894ء میں مشرق میں اور 1895ء میں مغرب میں پوری ہوئی۔ اور (اس وقت پوری ہوئی جب کہ) مسیح موعودؑ کا دعویٰ بھی موجود تھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنا تھا اس کے آنے کے متعلق قرآن کریم اور رسول کریمؐ نے ہمیں کافی سارے نشانات بتائے تھے اور یہ ان آسمانی نشانوں میں سے ایک تھا جو کہ پورا ہوا۔ اگر اس قسم کے نشان کے پورے ہونے کے باوجود بھی کوئی شخص نہیں مانتا تو ہم کسی پر زبردستی نہیں کر سکتے کہ وہ مانے۔ یہ ایک آسمانی نشان تھا جسے انسان نہیں بنا سکتا تھا۔

***ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! آجکل سیاست دان انصاف کے متعلق ڈبل سٹینڈرڈ رکھتے ہیں۔ ایک احمدی سیاست دان کس طرح ان ڈبل سٹینڈرڈ ایشوز کو ڈیل کرے اور وہ کونسی پالیسیاں ہیں جن کو اپنانے کی ضرورت ہے؟**

فرمایا: اصل چیز حقیقی انصاف کو قائم کرنا ہے۔ جب تک ہم انصاف کو قائم نہیں کریں گے اس وقت تک دنیا یا معاشرے میں امن کو قائم نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقی انصاف کو کیسے قائم کیا جا سکتا ہے؟ اس بارے میں قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ اگر آپ کو اپنے لوگوں یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے اور سچ بولا جائے۔ اگر ہم یہ معیار حاصل کر لیں گے تو پھر ہم معاشرہ میں امن پھیلا سکتے ہیں۔ اور جب یہ معاشرے کا انصاف دنیا میں پھیل جائے گا تو پھر چانس ہے کہ دنیا میں امن، رواداری اور محبت قائم ہو سکے ورنہ بہت مشکل ہے۔ سیاست دانوں کے ڈبل سٹینڈرڈ ہیں۔ ان کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ اگر آپ کسی سیاست دان کو دیکھیں کہ وہ اُس بات سے متفق ہے جو آپ کہہ رہے ہیں تو پھر بھی وہ جب وہاں سے جائے گا تو اپنی پارٹی کے ایجنڈے اور پالیسی کو ہی فالو کرے گا۔ کیونکہ وہ اپنے پارٹی کی پالیسیوں سے پیچھے نہیں ہوسکتا۔ اس لیے وہ آپ سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ ایک احمدی ہونے کے ناطے اگر آپ سیاست میں آئیں تو independent سیاست دان بنیں اور پھر معاشرے میں امن، انصاف اور محبت کی فضا قائم کرنے کی آواز اٹھائیں۔ اگر آپ کسی پارٹی کو جوائن کرو اور دیکھو کہ پارٹی آپ کو انصاف اور آزادانہ سچ بولنے کا موقعہ نہیں دے رہی تو ایسی پارٹی کو چھوڑ دو۔ ایک آزاد سیاست دان بن جاؤ اور کچھ عرصے بعد پھر آپ اپنی پارٹی بھی بنا سکتے ہو یا اکیلے ہی معاشرہ میں امن کے لیے fight کرو اور پھر معاشرہ میں امن کے قیام لیے کوشش کرو۔

***ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! ہم کس طرح خدام پر چندے دینے کی اہمیت اور اس کے فوائد اجاگر کر سکتے ہیں؟**

حضور انوار ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر فرمایا: خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر ہمارا چندہ خدا کی راہ میں خرچ ہوتا ہے تو پھر ہمیں کوشش کر کے ضرور دینا چاہیے اور اگر نہیں ہوتا تو نہیں دینا چاہیے۔ پس اپنے خدام کو سمجھائیں کہ جو کچھ بھی ہم دے رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اور جماعت کی بہتری کے لیے، لٹریچر، پرنٹنگ کے لیے، ہمارے آفس کے روزمرہ کے اخراجات کے لیے اور دوسرے جماعتی پروگرام کے لیے خرچ ہو رہا ہے۔ آجکل آپ رقم کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ رسول کریمؐ اور آپ سے گزشتہ انبیاء بھی چندہ کے لیے تحریکات کرتے رہے ہیں۔ قرآن کریم کی دوسری سورۃ، سورۃ البقرۃ کے آغاز میں ہی خدا تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا حکم ہے۔ (جو چندہ دیتے ہیں) اگر انہیں پتا ہو کہ جو وہ دے رہے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو گا تو وہ خوشی سے اپنا چندہ ادا کریں گے۔ لیکن اگر ان کو لگے کہ مہتممین، صدران، ناظمین صاحبان، اور میاں اطہر محمود صاحب (خادم کا نام جس نے سوال پوچھا) اس کو Nandos اور پیزے Enjoy کرنے کے لیے استعمال کریں گے (تو پھر وہ چندہ نہیں دیں گے) ان کو یہ realize کروائیں کہ جو کچھ وہ دیں گے وہ

اسلام کے پھیلاؤ اور جماعت کی بہتری کے لیے استعمال ہو گا۔ آپ ایک چھوٹے سے کلب کو بھی بغیر پیسوں کے نہیں چلا سکتے۔ آپ کو کچھ نہ کچھ دینا پڑے گا۔ اسی طرح آپ کو جماعتی کاموں کے لیے بھی دینا ہو گا۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنا تفصیلی بجٹ تیار کریں۔ اس کو عاملہ میں ڈسکس کریں اور اگر نیشنل عاملہ کا بجٹ ہے تو نیشنل عاملہ میں ڈسکس کریں۔ پھر شوریٰ میں ڈسکس کیا جائے اور پھر مجھے بھجوایا جائے۔ میں دیکھوں گا کہ کیا (چندہ کی رقم) صحیح مقصد کے لیے استعمال ہو رہی ہے یا نہیں؟ اور جب approved ہو جائے تو پھر اس کی ادائیگی کریں۔

دوسری آن لائن ملاقات Midlands ریجن کے خدام کی تھی جس

کے 60 خدام اس دن دارلبرکات برمنگھم میں موجود تھے

*ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! جب آپ خدام الاحمدیہ میں تھے تو اس وقت کا اپنا کوئی یادگار واقعہ بتا سکتے ہیں جسے آپ ابھی بھی یاد کر کے محظوظ ہوتے ہیں؟

فرمایا: ایک نوجوان ہونے کے ناطے میں بھی خدام الاحمدیہ میں اپنا ہر لمحہ cherish کرتا تھا۔ جب آپ عمر رسیدہ ہوتے جاتے ہیں تو آپ اپنے جوانی کے دنوں کو cherish کرتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ میں جب ہم اپنا اجتماع منعقد کرتے تھے تو یہ کھلی جگہ پر ہوتا تھا۔ ہم خود ہی اپنے ٹینٹ لگاتے تھے۔ یہ proper ٹینٹ نہیں ہوتے تھے جیسے کہ آپ لوگ یہاں یا یورپ میں استعمال کرتے ہیں بلکہ ہم لوگ ٹینٹ بنانے کے لیے اپنی بیڈشیٹ استعمال کرتے تھے۔ اور جب بارش ہوتی تھی تو بارش کا پانی قطرہ قطرہ کر کے اوپر سے بہنا شروع ہو جاتا اور پانی ٹینٹ میں آجاتا تھا کیونکہ یہ واٹر پروف نہیں ہوتے تھے۔ تو اس وقت کو بھی یاد کر کے ہم خوش ہوتے تھے اور یہ کیمپنگ Enjoy کرتے تھے۔ 3 دن ہم ان کیمپوں میں رہتے تھے۔ اسی طرح جلسہ اور اجتماع کی مارکی بھی وہیں لگتی تھیں اور وہ بھی واٹر پروف نہیں ہوتی تھیں جس طرح یہاں ہوتا ہے۔ اگر بارش ہوتی تو آپ پوری طرح بھیگ جاتے تھے۔ اور پھر وہاں cooked food ہوتا تھا جس کو ہم Enjoy کیا کرتے تھے۔ ہم بالٹی میں کھانا لاتے اور ایک خیمہ میں 10 افراد ہوتے تھے۔ تو یہ وہ دن ہیں جن کو آج بھی میں یاد کرتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان میں جب سے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی ہے تب سے افغانستان میں امن نہیں ہے۔ پاکستان میں بھی ایک لمبے عرصہ سے شہادتیں اور ظلم ہو رہے ہیں تو کیا پاکستان میں بھی کبھی امن ہو سکے گا؟

فرمایا: جب تک پاکستانی نام نہاد علماء اپنے رویوں میں تبدیلی نہیں لاتے۔ اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ اچھا رویہ اختیار نہیں کرتے اور غیر انسانی سرگرمیوں کو چھوڑ کر حقیقی انسان نہیں بن جاتے تب تک پاکستان میں کبھی امن نہیں ہو گا۔ ہم نے 1953ء میں بھی یہ بات کہی تھی جب احمدیوں سے غیر انسانی سلوک رکھا جا رہا تھا۔ احمدیت کے خلاف احتجاج ہو رہے تھے اور کچھ احمدیوں کو شہید بھی کیا گیا تھا۔ لیکن اس وقت تک احمدی حکومتِ پاکستان میں آزادانہ شہری تصور کیے جاتے تھے۔ لیکن پھر آئین میں تبدیلی کر دی گئی۔ ضیاء الحق صاحب نے آئین میں مزید ترمیم کی اور احمدیوں پر قوانین کو مسلط کیا جس کے بعد ہم مسلمانوں کو اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھنے سے بھی روکا گیا۔ ہم بسم اللہ نہیں کہہ سکتے۔ السلام علیکم نہیں کہہ سکتے۔ اگر آپ پاکستان کی تاریخ دیکھیں تو تب سے پاکستان میں امن نہیں ہے۔ جب بھی کوئی فوجی یا سیاسی حکومت آتی ہے تو وہ پریشان ہی رہتے ہیں کیونکہ ان کا عوام پر کنٹرول نہیں ہوتا۔ (نام نہاد) مولویوں نے عوام پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔ جب تک یہ لوگ حقیقی توبہ نہیں کر لیتے میرا نہیں خیال کہ پاکستان میں امن کے لحاظ سے کوئی تبدیلی آ سکے۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ کرونا وبا کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی دماغی صحت متاثر ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر ڈپریشن اور بے چینی وغیرہ بڑھ رہی ہے تو ایسی صورت حال میں آپ خدام کو کیا نصیحت کریں گے کہ وہ ان معاملات کو کیسے deal کریں؟

فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ میری یاد اور میرا ذکر تمہارے دلوں کو اطمینان دے گا۔ پس ان دنوں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پنج وقتہ نماز کا التزام کرنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو باجماعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ درود شریف، استغفار اور کثرت سے ذکر الٰہی کریں۔ خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ آپ کو قلبی سکون دے گا۔ اس وائرس کے دوران وہ لوگ جو میرے پاس رہ رہے ہیں انہوں نے بھی اور میں نے خود بھی کچھ برا محسوس نہیں کیا۔ میرا نہیں خیال کہ اس (وبا) نے ہم پر کوئی برا اثر چھوڑا ہے۔ میں بھی (الحمدللہ) ٹھیک ہوں اور آپ بھی ٹھیک ہی ہوں گے۔ اور وہ جو ٹھیک نہیں ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ نماز میں باقاعدگی اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے مدد طلب کریں تو خدا تعالیٰ بھی ان کی مدد کرے گا۔ مزید یہ کہ مختلف ذکر کریں۔ کثرت سے استغفار اور درود شریف پڑھیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی پڑھیں۔ اور بہت سی دعائیں جو کہ Prayer Book میں درج ہیں وہ بھی پڑھیں۔ اس سے آپ کو اطمینان ملے گا۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! بعض دفعہ نماز میں توجہ ادھر اُدھر ہو جاتی ہے۔ پس نماز میں توجہ کو قائم رکھنے کے لیے کیا کرنا چاہئے؟

فرمایا: کیونکہ نماز ادا کرتے ہوئے آپکی ترجیح نماز نہیں ہوتی اس لیے ایسا ہوتا ہے۔ اس پر حضور نے اس خادم سے استفسار فرمایا کہ آپ کیا سٹڈی کر رہے ہیں؟ موصوف نے جواب دیا۔ میں اے لیول کر رہا ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کون کون سے SUBJECTS ہیں؟۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ آرٹس، میتھ، اور کمپیوٹر سائنس۔ فرمایا: بعض دفعہ آپکی توجہ ہٹ جاتی ہے اور آپ کمپیوٹر سائنس کے کسی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں یا بعض دفعہ آپ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ کس طرح ریاضی کے اس فارمولہ کو سیکھا جائے یا پھر اس سوال کو کیسے حل کیا جائے؟ بعض دفعہ آپ ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ رہے ہوتے ہیں تو آپ کے ذہن میں اس ڈرامے کا کوئی کریکٹر آجاتا ہے کہ وہ یہ کر رہا ہے یا یہ کر رہا ہے تو یہ چیزیں ہیں جو نماز میں آپکی توجہ کو کسی اور طرف ہٹا دیتی ہیں اور آپ نماز میں توجہ نہیں کر رہے ہوتے تو جب آپ نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھ رہے ہوں تو ''اھدنا الصراط المستقیم'' کا بار بار ورد کرنا چاہیے۔ ''اعوذباللہ من الشیطان الرجیم''۔ پڑھیں۔ اور اگر آپ باجماعت نماز ادا کر رہے ہیں تو۔ ''اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم'' پڑھیں اور اس کے بعد جو امام پڑھ رہا ہو اس پر فوکس کریں۔ اور جب آپ اکیلے نماز ادا کر رہے ہوں، سنت ادا کر رہے ہوں یا گھر میں (انفرادی) نماز ادا کر رہے ہوں تو آپ ''اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم''، ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ''، اور ''استغفراللہ'' پڑھیں۔ اور جس جگہ بھی آپ کو پتا چلے کہ آپکی توجہ ہٹ رہی ہے تو ان ذکر کو پڑھیں اور پھر وہیں سے شروع کر دیں مثلاً آپ سورۃ الفاتحہ میں ''مالك يوم الدين'' ادا کرنے کے بعد (آپکی توجہ) کمپیوٹر کے کسی مسئلہ کو حل کرنے یا میتھ کا سوال حل کرنے یا پھر ڈرامے کے کسی کریکٹر کی طرف چلی گئی ہو تو پھر ''اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم'' اور

''استغفراللہ'' پڑھیں اور دوبارہ ''الحمد للہ رب العالمین'' سے شروع کریں۔ اور بار بار اس طرح کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں۔ خدا تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔ یہ ایک مسلسل کوشش ہو گی تو پھر کچھ عرصے بعد جب آپ کافی Trained ہو جائیں گے تو (ان شاء اللہ) پھر آپکی توجہ نہیں ہٹے گی۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ کیا عید الاضحیٰ کے موقعہ پر کسی جانور کی قربانی کرنے کی بجائے ہم کسی ضرورت مند کو وہ رقم دے سکتے ہیں اور کیا یہ قربانی کہلائے گی؟

فرمایا: کیا ہمیں اپنی نئی شریعت یا سنت متعارف کروانی چاہیے یا ہمیں اس عمل کی پیروی کرنی چاہیے جو رسول کریمؐ نے ہمیں کر کے دکھایا۔ رسول کریمؐ کی یہ سنت تھی کہ آپ ایک مینڈھے کی قربانی کرتے تھے۔ اور دنیا میں ایک تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جن کی ضرورت پوری نہیں ہو رہی۔ لیکن یہاں یورپ میں رہتے ہوئے آپ اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ پس وہ لوگ جو یورپ یا مغرب یا امیر ممالک میں رہنے والے ہیں وہ غریب ممالک جیسے افریقہ، پاکستان، انڈیا اور جنوبی امریکہ یا دنیا کے کسی اور غریب ملک میں قربانی کر سکتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے کچھ افراد کو افریقہ کے گاؤں میں بکرے کی قربانی کرنے کا کہا تو جب ان (افریقن) لوگوں کے پاس گوشت پہنچا تو ان لوگوں نے مجھے یہ feed back دیا کہ ان کا کہنا تھا کہ ہم نے 3 یا 4 سال بعد گوشت کھایا ہے۔ اس لیے قربانی کرنی چاہیے۔ اور اگر قربانی کرنے کے بعد بھی آپ کے پاس کچھ رقم ہو تو آپ چیریٹی میں جمع کروا سکتے ہیں یا پھر خود ہی کسی ضرورت مند کی مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم سچے مسلمان ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم رسول کریم ﷺ کی پیروی کریں اور قربانی کریں۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے احمدیت کی کامیابی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک دن آئے گا جب خدا تعالیٰ کی مدد سے زیادہ تر لوگ وقت کے امام کو مان لیں گے۔ آپکے خیال میں یہ کب ہو گا؟

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے مسیح کی قبولیت کو 300 یا اس سے کچھ زیادہ سال کا عرصہ لگا تھا۔ جب رومن بادشاہ نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ابھی 300 سال ختم نہیں ہوں گے کہ دنیا کا بیشتر حصہ جان لے گا کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے۔ لیکن یہ سب ہمارے عمل پر ہے۔ اگر تم اعمال صالحہ بجا لا رہے ہو اور خدا تعالیٰ کے احکامات بجالا رہے ہو۔ اگر آپ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہو۔ اگر آپ ایک سچے مسلمان ہو تو یہ اس وقت سے پہلے بھی ہو سکتا ہے (جو پیشگوئی میں بتایا گیا ہے) آپ نے اپنے آپ میں دیکھنا ہے کہ آپ اس (غلبہ) کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ اسلام احمدیت کو دنیا میں پھیلانے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے عمل اور کام اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو فرائض ہیں وہ صحیح طرح ادا ہو رہے ہیں (جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے)۔ اور ہم صحیح طرح حقوق العباد بھی ادا کر رہے ہیں تو ہم اس ہدف کو وقت مقررہ سے پہلے بھی پا سکتے ہیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ ﴿۱۵۶﴾ وَاکۡتُبۡ لَنَا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ اِنَّا ہُدۡنَاۤ اِلَیۡکَ۔

(الاعراف: 156۔ 157)

ترجمہ: تُو ہی ہمارا ولی ہے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اور (اے ہمارے رب) ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ یقیناً ہم تیری طرف (توبہ کرتے ہوئے) آ گئے ہیں۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدا سے رحم و بخشش اور دنیا و آخرت کی حصولِ حسنات کی پیاری دعا ہے۔

اس دعا سے پہلے کی قرآنی آیات میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کی غیر موجودگی میں حضرت ہارون علیہ السلام کے منع کرنے کے باوجود بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو اپنی قوم پر افسوس کیا اور اپنے اور اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کی۔ پھر اس کے بعد آپؑ نے اپنی قوم کے لئے بھی رحم و بخشش کی دعا ان الفاظ میں کی کہ اے اللہ کیا تو ہمیں اس فعل کی بنا پر جو ہمارے نادانوں سے سرزد ہوا ہلاک کر دے گا۔ اس کے بعد قرآن کریم میں آپؑ کا مذکورہ بالا الفاظ میں رحم و بخشش اور دنیا و آخرت کی حصولِ حسنات کی دعا کرنا مذکور ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کچھ پرواہ نہیں۔ ہمیں رزق خدا دیتا ہے اس کے ساتھ جاؤں گی۔ میرا خدا رازق ہے۔ وہ اُٹھ کر میرے ساتھ چل دی۔ اس کے باپ نے پکڑ لیا اور کہا کہ جب تک مَیں زندہ ہوں، اُس وقت تک تو مَیں دوں گا یعنی اپنے گھر رکھوں گا، جب بھائیوں سے مانگنا پڑے گا اُس وقت تُو جانے یا وہ۔ پھر انہوں نے غلّے کے دو گدھے لدوائے اور کپڑے وغیرہ دیئے اور ہمیں یہاں پہنچایا۔ اُس وقت میرے دو لڑکے ابراہیم، جان محمد اور ایک لڑکی برکت بی بی تھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جس لڑکی کے متعلق دریافت کرنے پر کہا تھا کہ غیروں سے نکاح کرنا درست نہیں، مَیں نے آتے ہی ایک رات میں سب بندوبست کر کے اُس کا نکاح اپنے گاؤں میں میاں سلطان علی صاحب سیکرٹری سے کر دیا۔ اُس کی وجہ سے میری بیوی کو میری ہمشیرہ کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا خیال تھا مگر حضور کے حکم کو مدّنظر رکھتے ہوئے اس کام کی رضامندی کا اظہار کر دیا اور اُس کو بھیج دیا۔ یعنی احمدی گھر نکاح کر دیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ غلام محمد بے ایمان ہو گیا ہے اور میرے چند رشتہ داروں نے جو غیر احمدی تھے مجھے سخت ایذائیں دیں، بڑی تکلیفیں دیں اور بہت زیادہ مارا پیٹا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد1 صفحہ82 تا84 روایت میاں غلام محمد صاحبؓ آرائیں)

(خطبہ جمعہ 13/ اپریل 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تاریخ جلسہ ہائے سالانہ جماعت احمدیہ عالمگیر (حصہ دوم)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے روزنامہ الفضل آن لائن کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے کی توفیق نصیب ہوئی جس میں مختلف ممالک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کی گئی تھی۔ اس خصوصی شمارے میں دنیا کے 13 ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ شامل اشاعت تھی جسے قارئین کرام نے بے حد پسند کیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور دعا سے روزنامہ الفضل آن لائن ان شاء اللہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر چند مزید ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جسے ''تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)'' کا نام دیا جائے گا۔

اس ضمن میں احباب کرام کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ قارئین کی سہولت کے لئے ''تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)'' کو ایک شمارہ میں شائع کرنے کے بجائے 5 اقساط میں شائع کیا جارہا ہے جو ان شاءاللہ مؤرخہ 5 اکتوبر 2021ء سے 9 اکتوبر 2021ء تک روزنامہ الفضل آن لائن کی زینت بنے گا۔ اس جدت کا واحد مقصد جلسہ سالانہ کے پرکیف روحانی سرور کو زیادہ دیر تک دلوں میں قائم رکھنا اور برابری کی سطح پر روزانہ الفضل کا مطالعہ کرنا ہے۔ معزز قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں اپنی رائے اور تجاویز سے ضرور نوازیں کیونکہ روزنامہ الفضل آن لائن آپ کا اپنا اخبار ہے اور آپ ہی فی الحقیقت اس کا سرمایہ ہیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَآءِ وَ کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ۔

(ایڈیٹر)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

دعاؤں کی قبولیت کا گُر

اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل سے لگا کدُورت پال لی جائے تو دعاؤں کی قبولیت میں بھی دُوری ایسے ہی پیدا ہو جاتی ہے جیسے رشتوں میں دُوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عفو و کرم بے حد وسیع ہے اور وہ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''دعاؤں کی قبولیت کے لیے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ سب ذاتی رنجشوں اور کدُورتوں کو بھلا دیا جائے۔''

(خطبہ جمعہ 29 دسمبر 2017ء)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

04 اکتوبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	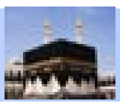	04:57	18:06
مدینہ منورہ	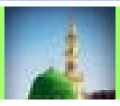	04:57	18:06
قادیان	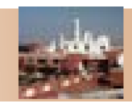	05:03	18:10
ربوہ		04:43	17:50
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:39	18:34